مقالہ برائے سیمینار

بمقام: دارالعلوم علامہ عبدالحی حسنی ندویؒ بھوپال (ایم پی)

مورخہ ۱۹/و۲۰/ستمبر ۲۰۲۱ء

بہ عنوان

مسجد اقصیٰ کو درپیش خطرات

بقلم (مفتی) محمد اشرف قاسمی

دارالافتاء: شہر مہدپور، اجین، ایم پی

E.Mail.ashrafgondwi@gmail.com

Tahora Colony, eadgah Road

Mahidpur city,Ujjjain,(M.P.) Pin,N 456443

Ph. No. 0755- 4201213
Mob. No. 7415566121

DARUL ULOOM ALLAMAH ABDUL HAI
HASANI NADWI BHOPAL
Chhoti Masjid, Momin Pura, Jail Bagh Road, Jinsi Choraha,
Jahangirabad, Bhopal (M.P.) India
E-mail id : abdulhai403.in@gmail.com

باسمہ تعالیٰ



Reg. No. 36000/19
Branch No. 403/7/19

دار العلوم علامہ عبد الحی
حسنی ندوی بھوپال
چھوٹی مسجد، مومن پورہ، جیل باغ روڈ، جنسی چوراہا، جہانگیر آباد، بھوپال (ایم۔پی۔)

Ref. No. 134 | باسمہ تعالیٰ | Date 17-08-2021

محترمی و مکرمی! ......مفتی اشرف صاحب قاسمی...... زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو!

حرمین شریفین اور مسجد اقصیٰ کی مقدس سرزمین سے پوری ملت اسلامیہ کا دینی و روحانی رشتہ ہے، اور کعبۃ اللہ صرف ہماری نمازوں ہی کا قبلہ نہیں بلکہ ہماری محبت و عقیدت کا بھی قبلہ ہے، نیز یہ مبارک و مسعود سرزمین اس امت کی وحدت اور ان کے درمیان اخوت کی بنیاد بھی ہے؛ اس لئے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، نئی دہلی دار العلوم علامہ عبد الحی حسنی ندوی، بھوپال (ایم. پی) کے تعاون واشتراک سے مساجد ثلاثہ (حرمین شریفین اور مسجد اقصی) کی تاریخ و تعارف کے عنوان پر ایک دو روزہ سیمینار مؤرخہ 19-20، ستمبر 2021ء کو منعقد کر رہی ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کے لیے "......مسجد اقصی کو درپیش خطرات......" کے عنوان پر مقالہ تحریر فرمائیں، اگر مقالہ طویل ہو تو اس کا خلاصہ تین سے چار صفحات میں آجائے تاکہ اسے بآسانی شرکاء کے سامنے پڑھا جا سکے۔

امید کہ آپ کا مخلصانہ علمی تعاون حاصل رہے گا اور منظوری سے مطلع فرمائیں گے۔

والسلام

کنوینر: محمد معاذ خان نعمانی ندوی
ناظم دار العلوم علامہ عبد الحی حسنی ندوی، بھوپال
7415566121

مقالہ برائے سیمینار

بمقام: دارالعلوم علامہ عبدالحی حسنی ندویؒ بھوپال (ایم پی)

مورخہ ۱۹/و۲۰/ستمبر ۲۰۲۱ء

بہ عنوان

مسجد اقصیٰ کو درپیش خطرات

بقلم (مفتی) محمد اشرف قاسمی

دارالافتاء: شہر مہد پور، اجین، ایم پی

E.Mail.ashrafgondwi@gmail.com

Tahora Colony, eadgah Road

Mahidpur city,Ujjjain,(M.P.) Pin,N 456443

کون سی وادی میں ہے کون سی منزل میں ہے
عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جاں
ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں اور عالم اسلام کو ہمیشہ خطرات کا سامنا رہا ہے۔ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اسی لیے انتم علی ثغر دائم فرمایا گیا ہے۔لیکن مسجد اقصی کو جس قسم کے خطرات کا سامنا ہے وہ تمام خطرات واندیشوں سے قوی تر و پُرفتن ہیں۔ مسجد اقصی، ارض قدس اور مسجد اقصی کی طرف منسوب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والی تحریکیں وسازشیں پورے عالمِ اسلام پر اثر انداز ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔اس لیے امت مسلمہ کے ہر ہر فرد کے ذمہ مسجد اقصی کو لاحق خطرات کے مواجہہ ومقابلہ کے لیے جد وجہد کرنا ضروری اور دنیا وآخرت میں سرخروئی وسربلندی کا ذریعہ ہے۔اختیار واقتدار، قدرت ووُسعت کے باوجود مسجد اقصی کو لاحق خطرات کی روک تھام میں تساہل وسستی کرنا مسلمانوں کے لیے دینی ودنیاوی نقصان وخسارہ کی واضح علامت ہے۔اس لیے مسجد اقصی کو لاحق خطرات کے موضوع پر غور فکر اور باریکی سے اُن خطرات کا جائزہ لے کر امت مسلمہ کو آگاہ کرنا، خطرات سے حفاظت بلکہ دفاع واقدام کے لیے انتہائی مفید ومؤثر کام ہے۔ بریں بنا زیر بحث موضوع پر لکھنا، پڑھنا، علمی مذاکرہ کرنا، تحقیق وجائزہ لینا، غور وفکر کرنا ایک اہم اور مبارک ومسعود کوشش اور مسجد اقصی کی حفاظت وصیانت میں بنیادی حیثیت کی حامل سعی ہے۔ مسجد اقصی کے سلسلے میں اس وقت جہاں طاقت کا جواب طاقت سے دینے کی ضرورت ہے وہیں تحقیقی بنیاد (Academic based) پر دشمن کے عزائم ومنصوبوں کو سمجھ کر مسجد اقصی کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے افراد تیار کرنا اور اُنھیں قلم کے ذریعہ مدد فراہم کرنا بھی بہت اہم کام ہے۔روس میں ۱۹۱۷ء میں فوجی حکومت آجانے کے بعد کمیونسٹ سربراہ لینن جنگل وکہسار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا تھا، لیکن وہاں مایوس ہونے کے بجائے وہ اپنے قلم کو استعمال کرتا رہا، انجام کار پورے روس میں اس کے بے شمار ہم خیال افراد تیار ہو کر اس کے معاون بن گئے، پھر اُس نے روس کو فتح کر لیا۔

(تعمیر مساجد اور انسانیت کی رہنمائی، ص208 ربندہ [مفتی] محمد اشرف قاسمی، مجدد الف ثانی اکیڈمی، مہد پور، اُجین، ایم پی، 2017ء)

خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ اور عالم اسلام میں باہم تصادم وٹکراؤ اور پھر مسجد اقصی پر یہودیوں کے استیلاء کے لیے عرب علاقوں میں برطانیہ کا انٹلی جنس کمشنر، انگریزی فوجی افسر، صاحبِ قلم لورینس (Lawwrensce) (1888ء-1935ء) نے اولاً اپنے قلم وزبان کو استعمال کیا اور پھر بڑی محنت، ہوشیاری اور لگن کے ساتھ زبان وقلم کے ذریعہ اس نے نہ صرف فلسطین بلکہ پورا عالم عرب یہودیوں کے ہاتھ میں سونپنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس لیے بغیر کسی مایوسی کے ہمارے اصحابِ قلم اور Intellectual Persons کو مسجد اقصی کی بازیابی اور اس کو لاحق خطرات سے حفاظت کے لیے اپنے حصے کی قربانی ضرور پیش کرتے رہنا چاہیئے۔

میری سعادت مندی ہے کہ مجھ جیسے طفلِ مکتب کو اس موضوع پر ملک کے حساس، دور بیں وژرف نگاہ، دین وملت کے انتہائی خیر خواہ طبقے کے سامنے اپنی باتیں پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس پر میں ''دارالعلوم علامہ عبدالحیؒ حسنی ندوی'' کے ناظم حضرت مولانا محمد معاذ خان صاحب نعمانی ندوی کے ساتھ اجلاس کے جملہ منتظمین کا بے حد ممنون ومشکور ہوں۔

میرے مقالہ کا موضوع ہے: ''مسجد اقصی کو درپیش خطرات''۔ لیکن میں نے زیر مطالعہ مقالہ میں متعینہ عنوان پر لکھنے سے قبل ابتداء میں مسجد اقصی کی فضیلت اور اس کی مختلف عمارات وغیرہ بیان کرنے کے بعد فلسطین کے فضائل اور فلسطین وبلدیۂ قدس کے مختلف مقامات کا تعارف پیش کرنا ضروری سمجھا ہے۔

قرآن وحدیث کے علاوہ اُردو میں دستیاب بعض اہم کتب- جن سے اس مقالہ کی تیاری میں استفادہ کیا- اُن کی فہرست زیر مطالعہ مقالہ کے آخر میں ''کتابیات'' عنوان کے تحت پیش کی گئی ہے۔ تاکہ فلسطین کے تعلق سے مزید تفصیل وتحقیق کی دلچسپی رکھنے والے حضرات اُن کتب کی طرف مراجعت کر سکیں۔

مسجد اقصی کے فضائل

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا﴿1﴾بنی اسرائیل

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گئی، جس کے آس پاس ہم نے برکتیں رکھ دی ہیں؛ تاکہ ہم اُن کو اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھا دیں'' ﴿1﴾ بنی اسرائیل

وَعَنْ أَبِی سَعِیدٍ اَلْخُدْرِیِّ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صلی الله علیه وسلم: - لَا تُشَدُّ اَلرِّحَالُ إِلَّا إِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرَامِ ,وَمَسْجِدِی هَذَا, وَالْمَسْجِدِ اَلْأَقْصَی - مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ (مسلم برقم الحدیث 3384 ، و 3385، و 3261،)

''حضرت رسول اللہ نے فرمایا: ''نہ باندھو تم کجاووں کو (یعنی سفر نہ کرو) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد اور دوسری مسجد الحرام اور تیسری مسجد اقصی ۔''، مسلم

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِی بَیْتِه بِصَلَاةٍ وَصَلَاتُهُ فِی مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ صَلَاةً وَصَلَاتُهُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِی یُجَمَّعُ فِیْهِ بِخَمْسِ مِائَتِ صَلَاةٍ وَصَلَاتُه، فِی الْمَسْجِدِ الْاَ قْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَّلَاةٍ وَصَلَاتُهُ فِی مَسْجِدِی بَخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ وَصَلَاتُهُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ. رواه ابن ماجة۔ (مشکوۃ برقم الحدیث 713)

''اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر اور محلے کی مسجد میں اس کی پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ ہوتا ہے (یعنی جامع مسجد میں) اس کی نماز پانچ سو نمازوں کے برابر اور مسجد اقصی (یعنی بیت المقدس میں) اور میری مسجد (مسجد نبوی ﷺ) میں اس کی نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں اس کی نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ سنن ابن ماجہ'' مشکوۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ سُلَیْمَانَ بْنَ

دَاوُدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَنَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خِلَالًا ثَلَاثَةً سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ وَسَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَأُوتِيَهُ وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ أَنْ لَا يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فِيهِ أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، (نسائی 694)وفی ابن ماجة:...وأَنْ لَا يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لَا يُرِيد إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ الا خرج مِنْ ذنوبهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، فقال النبی ﷺ اماثنتان فقد اُعطیهما وارجو انی یکون قد اُعطِیَ الثالثة

(ابن ماجة ج1 ص452 برقم1408، نسائی ج 2ص34 برقم الحدیث693،مسند احمد ج 11ص220 برقم6644)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داود علیہم السلام نے جب بیت المقدس بنایا تو اللہ تعالیٰ سے تین خصوصیات مانگیں: ایسا فیصلہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو۔ یہ مان لی گئی۔ ایسی حکومت جو ان کے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ یہ بھی مان لی گئی۔ جب آپ مسجد (بیت المقدس) بنانے سے فارغ ہوئے تو یہ دعا مانگی کہ جو شخص بھی اس مسجد میں آئے اور اسے آنے پر نماز ہی نے ابھارا ہو تو اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح اس کی ماں نے اسے (گناہوں سے پاک) جنا تھا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو دعائیں تو قبول ہو کر مانگی گئی دو چیزیں مل گئیں، مجھے امید ہے کہ تیسری چیز (مغفرت) بھی دے دی گئی ہے۔'' ابن ماجہ،نسائی،مسند احمد

عَنْ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ، ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتَحَمَّلَ إِلَيْهِ،قَالَ: فَتُهْدِي لَهُ زَيْتًا يُسْرَجُ فِيهِ،فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَهُوَ كَمَنْ أَتَاهُ.(ابن ماجہ 1407)

''حضرت میمونہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کو بیت المقدس کا مسئلہ بتایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو حشر و نشر کی زمین ہے، وہاں جاؤ اور نماز پڑھو، اس لیے کہ اس میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز کی طرح ہے، میں نے عرض کیا: اگر وہاں تک جانے کی طاقت نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تم تیل بھیج دو جسے وہاں کے چراغوں میں جلایا جائے، جس نے ایسا کیا گویا وہ وہاں گیا۔ (ابن ماجہ 1407)

عن أبی ذرّ قال: قلت یا رسول الله! أیّ مسجد وضع أوّلاً، قال: المسجد الحرام، قلت: ثمّ، قال: المسجد الأقصی، قلت: کم بینهما، قال: أربعون..... الخ۔

(بخاری: ج1، ص487و477رقم الحدیث:3311،اتحاد دیوبند)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مسجد حرام اور مسجد اقصی کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا چالیس سال کا فاصلہ ہے۔'' بخاری

مسجد اقصی اور اس کے مختلف حصے

شہر قدس کی فصیل کے علاوہ شہر کے اندر اور ایک فصیل ہے، جو مسجد اقصی کے گرد جبلِ موریہ پہ واقع ہے، اس فصیل کا مغربی گوشہ ۴۹۰ ر میٹر، مشرقی گوشہ ۴۷۴ ر میٹر، شمالی گوشہ ۳۲۱ ر میٹر اور جنوبی حصہ ۲۸۳ ر میٹر ہے۔ حرم قدس کے فصیل بند دائرے میں کئی ایک اسلامی عمارتیں اور مقدّسات ہیں، جن میں مشہور قبۃ الصخرۃ ہے (جس کا گنبد سنہرا ہے)، جب ''مسجد اقصیٰ'' کا لفظ بولا جاتا ہے تو سلف کے نزدیک فصیل بند سارا حرم مراد ہوتا ہے۔ لہٰذا قبۃ الصخراء؛ حرم اقصی کا حصہ ہے، اسی طرح مسجد عمر، حضرت عمرؓ نے فتح کے وقت تعمیر کی تھی اور جس کی تعمیر عبد الملک بن مروان نے کی تھی، مسجد اقصی ہی کا حصہ ہے۔ مسجد قبلی (سیاہ مائل بہ سرمئی گنبد والی مسجد) جو مسجد اقصی کے بالکل جنوب میں واقع ہے۔ مصلی مروانی، حائط البراق بھی مسجد اقصی کے احاطہ میں واقع ہے۔ مسجد اقصی کا کل رقبہ (۱۴۴۰۰۰ ر) میٹر مربع ہے۔ اس طرح یہ رقبہ فصیل بند شہر قدس کا چھٹا حصہ ہے۔ یہ رقبہ غیر مربوط گوشوں پر مشتمل ہے۔، چنانچہ مغربی گوشے کی لمبائی ۴۹۱ ر میٹر مشرقی گوشے کی لمبائی ۴۶۲ ر میٹر، شمالی گوشے کی لمبائی ۳۱۰ ر اور جنوبی گوشے کی لمبائی ۲۸۱ ر میٹر ہے۔ اس رقبے میں جب سے مسجد بنی ہو گی کوئی کمی زیادتی واقع نہیں ہوئی۔ مسجد اقصی کی مزید تعریف و تعارف سے قبل مسجد اقصی کے احاطہ میں پائی جانے والے کچھ اہم و مقدس تعمیرات کا تذکرہ ذیل میں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ مسجد اقصی کی عمارت:

مسجد اقصی درحقیقت ایک اِحاطہ ہے، جس کے اندر عمارتیں، مسجدیں، پرنالے، گنبد، گیلریاں اور محرابیں وغیرہ ہیں۔ اور یہ سارا کچھ مسجد اقصی کی عمارت ہے۔

مسجد اقصی کے نام سے معروف موجودہ عمارت کو مجازاً مسجد اقصی کہا جاتا ہے۔ پہلے اس کو جامع مسجد اور مسجد رجال (مسجد مرداں) کہا جاتا تھا۔ یہ موجودہ عمارت، خلیفۂ اموی عبد الملک بن مروان کے دور میں بنی تھی۔ اِسی طرح قبۃ الصخرۃ کی عمارت بھی مسجد اقصی نہیں ہے۔ بلکہ مسجد اقصی مذکورہ چیزوں سے عبارت ہے، اور سب کی جامع ہے، نہ صرف مذکورہ دونوں عمارتیں بلکہ سیکڑوں تاریخی اسلامی آثار و نقوش پر مسجد اقصی ہی کا اطلاق ہوتا ہے، مسجد اقصی کی بیچ والی گیلری کے نیچے قدیم مسجد اقصی واقع ہے، جس کی تحریک اسلامی نے اصلاح و مرمت کرائی تھی۔

مسجد اقصی کی اسی عمارت میں جامع النساء (عورتوں کے لیے نماز کی مخصوص جگہ) ہے۔ جامع النساء مسجد اقصی کے اندر جنوب مغربی حصے کو خواتین کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ آج یہ تین حصوں میں منقسم ہے:

(الف) مغربی حصہ اسلامی میوزیم کے تابع ہے۔

(ب) درمیانی حصہ ''الاقصیٰ'' مرکزی مکتبہ ہے۔

(ج) مشرقی حصہ مسجد قبلی کے تابع ہے، جس کو اسٹور کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

جامع النسا ایک وسیع عمارت ہے، جو مسجد قبلی کی سطح سے کچھ بلندی پر واقع ہے، محققین کا کہنا ہے کہ، اس کی تعمیر صلیبی دور میں بطور چرچ ہوئی تھی۔ جس کو بعد میں صلاح الدین ایوبیؒ نے عورتوں کی نماز پڑھے کے لیے خاص کیا تھا۔

۲۔ مسجد اقصی کا جنوبی مشرقی گوشہ:

مسجد کے احاطے میں یہ سب سے بلند حصہ ہے۔ یہ مسجد اقصی کے جنوب مشرقی حصے کی آخری حد ہے۔

۳۔ گوشۂ ختنثیہ:

یہ مسجد اقصی کا آخری جنوبی حصہ ہے۔ یہیں سے خلفاء وامراء اپنے محلات سے مسجد اقصی آیا کرتے تھے۔

۴۔ گوشۂ جنوب مغربی:

یہ مسجد اقصی کی آخری جنوب مغربی حد ہے۔

۵۔ شمال مغربی حد:

یہ مسلمانوں کے محلے میں واقع ہے۔

۶۔ شمال مشرقی حد:

یہ اسباط دروازے کے پہلو میں ہے۔

۷۔ الجامع قبلی یا المسجد القبلی:

یہ حرم اقصی کے جنوب میں قبلہ کی جانب مسقّف مسجد ہے، قبلہ کی جانب ہونے کی وجہ سے الجامع القبلی نام دیا گیا۔

اسی مسجد کو مرکزی مسجد سمجھا جاتا ہے، جہاں سے جمعہ کا خطبہ دیا جاتا ہے۔اسی طرح مردوں کے لیے نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ یہی ہے۔ جہاں امام کی اقتدا میں با جماعت نمازیں ادا کی جاتی ہیں، اور اسی میں مرکزی محراب اور منبر ہے۔اس مسجد کو سب سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ نے سن ۱۵ھ ہجری میں فتح اسلامی کے موقع پر بنوایا تھا۔اس وقت اس کے اندر تقریبا ایک ہزار نمازیوں کی گنجائش تھی، اس کے بعد حضرت امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے اس کی تجدید وتوسیع کی، تو تقریبا تین ہزار نمازیوں کے لیے کافی تھی، جب صلیبیوں نے القدس پر قبضہ کر لیا تو انھوں نے اس مسجد کو تین کو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصے کو دفاتر کے لیے خاص کیا، دوسرے حصے کو سپاہیوں کی قیام گاہ بنالیا، اور تیسرے حصے کو (کینسہ) چرچ بنالیا۔صلاح الدین ایوبیؒ کے زمانہ تک یہی حالت برقرار رہی، فتح کرنے کے بعد صلاح الدین ایوبیؒ نے ۵۳۸ھ مطابق ۱۱۸۷ء میں مسجد میں ترمیم کی پھر دور عثمانی تک بار ہا ترمیم ہوتی رہی۔موجودہ زمانہ میں فلسطین پر یہودیوں کے قبضے کے بعد یہ مسجد یہودیوں کے ذریعہ مسلسل بے حرمتی اور نقصانات کا نشانہ بنتی رہی، اس کے نیچے سرنگیں بنانے اور کھدائی کا کام جاری ہے۔آتش زنی کے واقعات رونما ہوتے رہے جس سے اس مسجد کو کافی نقصان پہونچتا رہا، اور اس کے تقدس کو پامال کیا جاتا رہا۔

(ملخصاً من ''بیت المقدس اور فلسطین، حقائق وسازشوں کے آئینہ میں، صفحات ۲۹/و۳۰/از: عنایت اللہ وانی ندوی)

۸۔مصلی مردانی:

یہ مسجد اقصی کے جنوب مشرقی جانب واقع ہے، مسجد اقصی کا یہ حصہ پہلے ''التسوية الشرقية'' کے نام سے معروف تھا، امویوں نے اس کو اصلاح کے لیے بنایا تھا تا کہ اس حصے میں تعمیر کر کے پورے جنوبی حصے کو مسطح کر دیا جائے، اس لیے یہ حصہ دوسرے جنوبی حصے کے مقابلے میں نیچے ڈھلوان میں تھا۔مصلی مردانی ۱۶/دروں (ہالوں) پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ ۴۰۰۰/مربع میٹر ہے۔

صلیبیوں نے مسجد اقصی پر قبضہ کرنے کے بعد مصلی مردانی کو گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا تھا، صلاح الدین ایوبیؒ نے اس کو واگزار کرایا، البتہ اس میں باقاعدہ نماز کا اہتمام نہیں ہوا۔۱۹۹۶ء تک یہ اسی شکل میں رہا، جب ۱۹۹۵ء میں ایک سازش کے تحت مسجد اقصی کو تقسیم کرنے کے سلسلے میں ایک خفیہ دستاویز تیار کی گئی جس کے مطابق مسجد اقصی کے نیچے کا ڈھلوان حصہ یہود کے حصے میں اور اوپر کا حصہ مسلمانوں کے حصہ میں آتا تھا۔اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہاں

باقاعدہ نماز کا اہتمام ہو؛ تاکہ مسجد اقصی کے کسی حصے کو بھی تقسیم کے عمل سے محفوظ رکھا جائے۔ اسی پس منظر میں ۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء کو ایریل شیرون نے مسجد اقصی کا اعلانیہ دورہ کیا جس کے ردعمل میں تحریک انتفاضہ شروع ہوئی۔

(ملخصاً من ''بیت المقدس اور فلسطین، حقائق وسازشوں کے آئینہ میں، ص ۳۰/از: عنایت اللہ وانی ندوی)

شیخ زائد صلاح (مقبوضہ فلسطین کی تحریک کے اسلامی سربراہ) کی صدارت میں اسلامی تحریک نے اس کی اصلاح ومرمت کرائی تھی، اوراس میں ٹائلس لگوائے تھے۔ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۸ء نماز کے لیے اس کا افتتاح ہوا۔ سیکڑوں سال بعد مسجد اقصی میں روبہ عمل آنے والا یہ سب سے بڑا تعمیری منصوبہ تھا۔ یہودیوں نے مصلی مروانی کو اپنے زیر قبضہ لینے کی کوشش کی اور یہاں اپنا ہیکل بنا کر اُس میں اپنے مزعومہ ہیکل سلیمانی کے لیے دروازہ بنانے کا ارادہ کیا؛ تو مسلمانوں کی طرف سے اِس کی صفائی ستھرائی اور ترمیم واصلاح کے بعد وہاں نماز کی ادائیگی کی ابتداء سے؛ ان کا نامسعود منصوبہ سردست کھٹائی میں پڑ گیا۔ اہل قدس اور مضافات کے مسلمانوں نے اسلامی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس وقت سے مسلسل اس حصے کو بھی نماز وعبادت کے ذریعہ آباد رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، اور یہ حصہ بھی ہمیشہ- خاص طور پر رمضان اور ایام جمعہ کے مواقع پر- نمازیوں سے بھرا رہتا ہے۔

۹۔ مصلی مروانی کا راستہ:

اس جگہ اسلامی تحریک نے کھود کر سات گیلریاں دریافت کی تھیں۔ یہاں سے ہزاروں ٹن مٹی صاف کی گئی اور اس بڑے مصلی کے شایان شان ایک بڑی راہ تعمیر کی گئی۔

۱۰۔ مصلی اقصی قدیم:

یہ مسجد قبلی کے متصل واقع ہے۔ مسجد قبلی سے ایک زینہ یہاں پہونچنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ یہ جنوبی جانب دو دروں پر مشتمل ایک عمارت ہے، اس کو امویوں نے اس لیے تعمیر کیا تھا کہ جنوبی جانب شاہی محلات سے براہ راست مسجد میں آنا ممکن ہو، اسی حصے میں مسجد قبلی پر موجود گنبد کے لیے مضبوط ستون ہیں۔ ۱۹۲۷ء میں مصری بادشاہ ملک فاروق کے مالی تعاون سے اس میں ترمیم ہوئی، اور ۱۹۹۸ء تک صرف مخصوص اوقات میں ہی اس کو کھولا جاتا تھا، لیکن ۱۹۹۸ء میں اس کو از سرنو نماز کے لیے تیار کیا گیا، اس میں تقریباً اک ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔

۱۱۔مسجد قبۃ الصخرۃ:

یہ مسجد اقصیٰ نہیں بلکہ یہ مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں واقع (سنہرے گنبد والی) ایک مسجد ہے، جو کہ مسجد اقصیٰ کا ہی جزوء ہے۔ یہ فن معماری میں دنیا کی خوبصورت ترین عمارتوں میں سے ایک ہے، قبۃ الصخرہ آٹھ کونوں پر مشتمل ایک خوبصورت عمارت ہے، اس کے چار دروازے ہیں، اس کے اندرونی حصے میں ایک اور آٹھ کونی عمارت ہے، درمیان میں ایک دائرہ ہے، جس کے بیچ میں وہ پتھر (صخرۃ) ہے جہاں سے رسول اللہ ﷺ کو سفرِ معراج پر لے جایا گیا۔ اس مسجد اور اس کے گنبد کو خلیفہ اموی عبدالملک بن مروان نے تابعی جلیل حضرت رجاء بن حیوہ الکندیؒ اور یزید بن سلام (مولی عبدالملکؒ بن مروان) کی نگرانی میں تعمیر کرایا، ۶۶ھ مطابق ۶۸۵ء تا ۷۲ھ مطابق ۶۹۱ء اس کی تعمیر کا کام چلتا رہا۔ خلیفہ اموی عبدالملک بن مروان نے مصر کے خراج کی پوری رقم کو سات سال تک صرف اِسی پر خرچ کیا۔ یہ عمارت اُس صخرۂ مشرفہ پر محیط ہے، جس سے شب معراج میں حضور اکرم ﷺ کو دنیا سے آسمانوں کی طرف صعود ہوا تھا۔

۱۲۔اموی محلات

یہ اموی محلات کے آثار ہیں۔ یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کی طرف کو اِن کے نیچے کھدائی کی ہے۔ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء میں صہیونی وزیر یہود باراک کی حکومت نے مصلی مروانی کی دیوار تک ایک راہ داری تعمیر کرائی، یہی دیوار مسجد اقصیٰ کی جنوبی حد ہے۔ باراک نے بہ ذات خود اس کا افتتاح کرتے ہوئے یہ کہا کہ: ہمارے ہیکلِ سلیمانی کا یہی دروازہ ہے۔

۱۳۔دعوت واصول دین کالج

یہ جنوبی سمت میں مسجد اقصیٰ کی ایک عمارت ہے۔ یہ ماضی میں بھی ایک مدرسے کے طور پر مستعمل رہی۔ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۹۳ء تک یہ دعوت واصول دین کالج رہا تھا۔ اب یہ مسجد اقصیٰ کی لائبریری کے بہ طور مستعمل ہے۔ صہیونی حکام نے انتفاضہ اولیٰ (ابتداء ۱۲/۷/۱۹۸۷ء انتہا ۴/۷/۱۹۸۸ء) کے وقت اِس عمارت کو بند کردیا تھا۔

۱۴۔اسلامی میوزیم:

یہ بہت پُرانی عمارت ہے۔ اس وقت اس میں اسلامی میوزیم ہے۔ بیت المقدس پر اسلامی حکمرانی کے مختلف ادوار کے بہت سے آثار یہاں محفوظ ہیں۔ یہیں نورالدین زنگی (ابن السابق اتابک متوفی ۵۷۰ھ مطابق ۱۱۷۴ء) کے منبر

کی باقیات بھی ہیں، جس کو اگست ۱۹۶۹ء میں آسٹریلیائی صہیونی دہشت گرد ''مایکل روہان'' نے جلا دیا تھا۔

۱۵۔ بوابۂ مغاربہ اور مسجد مغاربہ:

یہ دروازہ، مسجد اقصی کی مغربی سمت میں دیوار براق کے بالمقابل واقع ہے، اسی دیوار کو یہودی بے بنیاد ''دیوار گریہ'' کہتے ہیں۔ یہ دروازہ محلے سے مسجد اقصی میں آنے کی واحد راہ تھا۔ مغاربہ محلے کو یہودیوں نے قبضے کے بعد نیست و نابود کر دیا۔ مسلمانوں کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ مسلمانوں کو دربدر کر دیا۔ اسی کے ملبے پر آج یہاں ''حارۂ یہود'' (محلّہ یہود) قائم ہے۔ ۱۶ / ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ، مطابق ۸/ ۱۰/ ۱۹۹۰ء کو مسجد اقصی میں یہودیوں نے جو قتل عام کیا تھا، اُس کے بعد مسلمانوں کے لیے اِس دروازے کو یہ کہہ کر بند کر دیا گیا کہ: ''دیوار گریہ کے پاس جو یہودی عبادت کو آتے ہیں، ان کے لیے، مسلمانوں کے اس دروازے سے مسجد میں آنے جانے کی شکل میں بڑ خطرہ رہے گا''۔ قابلِ ذکر ہے کہ مسجد اقصی میں یہودی پولیس اسی راہ سے بار بار ہلہ بولتی رہتی ہے۔

مسجد اقصی کے جنوبی کونے میں ''حائط البراق'' کے جنوب میں مسجد مغاربہ واقع ہے۔ اس کے دو دروازے ہیں۔ آج کل اس کا استعمال اسلامی میوزیم کی مختلف چیزوں کی نمائش گاہ کے طور پر ہوتا ہے۔ میوزیم کو رباط منصوری سے ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں اس مسجد میں منتقل کیا گیا۔ یہ بات معروف ہے کہ اُسے صلاح الدین ایوبی نے ۵۹۰ھ مطابق ۱۱۹۳ء میں بنوایا تھا۔

۱۶۔ دیوار برّاق یا مسجد براق:

اسی جگہ حضور ﷺ نے شب اسراء و معراج میں اپنی بُرّاق سواری کو باندھا تھا۔ اُس کے بعد آپ ﷺ مسجد میں تشریف لیے تھے۔ اِسی کو صہیونی بلا دلیل ''دیوار گریہ'' کہتے ہیں۔ کہ ان کے مزعومہ ہیکل سلیمانی کی آخری نشانی اور باقیات ہے۔ اِس میدان میں اُن کی میزیں وغیرہ پڑی رہتی ہیں۔ اس حصے کو جمعہ کے دن صبح سے ہی اور بعض اہم مواقع پر کھولا جاتا ہے، سخت رطوبت اور پانی کی وجہ سے اس کے بعض پتھروں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔

۱۷۔ دروازۂ سلسلہ:

بازار کی طرف کو جانے والا مسجد اقصی کا ایک بڑا دروازہ ہے۔ اسی کے نیچے یہودیوں کی کھودی ہوئی ''حشمونائیم''

نام کی سرنگ دیوار براق کی جنوبی سمت سے مسجد اقصی کی شمال سمت تک جاتی ہے۔

۱۸۔ مدرسہ عمریہ:

یہ مدرسہ مسجد اقصی میں شمالی جانب ہے۔ یہ مسجد اقصی کا جزوء لاینفک ہے۔ یہودی اس پر بھی قبضہ کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ وہ یہاں اپنی عبادت گاہ بنانا چاہتے ہیں۔

۱۹۔ دروازۂ اسباط:

یہ مسجد اقصی کی شمالی سمت میں واقع ہے۔ اس وقت یہ مسلمانوں کی آمد ورفت کا بنیادی دروازہ ہے۔ بالخصوص بابِ مغاربہ کے بند کردیے جانے کے بعد نمازی یہیں سے آتے جاتے ہیں۔ بسیں اور دِگر گاڑیاں بھی یہیں آتی جاتی ہیں۔

۲۰۔ باب رحمت:

یہ مسجد اقصی کے دروازوں میں سے ایک ہے۔ حضرت صلاح الدین ایوبیؒ نے اس کو بند کردیا تھا۔ کیوں کہ اس وقت اِسی دروازے سے صلیبیوں کے دھاوابول دینے کا خطرہ تھا۔ اسی دروزے کے باہر مقبرۂ رحمت واقع ہے۔

۲۱۔ مقبرۂ رحمت:

اس قبرستان میں صحابۂ کرامؓ میں سے حضرت شداد بن اوس اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنھما مدفون ہیں۔ یہ قبرستان تدفین کے لیے ہنوز مستعمل ہے۔ اقصی کی یہودی قتل گاہ کے شہداء بھی یہیں مدفون ہیں۔

۲۲۔ اسلامی مقبرے:

جہاں پرانے زمانے سے بھی لوگ دفن ہوتے آئے ہیں۔

۲۳۔ مغربی اور شمالی مسلمان محلے:

ان کی بعض عمارتوں پر بہ زور بازو یہودیوں نے قبضہ کر کے انھیں یہودی عبادت خانوں میں تبدیل کردیا ہے۔

(ملخصاً از: فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں، صفحات ۱۱۸ تا ۱۲۳/ مولانا نور عالم خلیل امینی)

مسجد اقصی کی بعض تعمیرات

مسجد اقصی کے دروازے (گیٹ)

مسجد اقصی کے پندرہ دروازے (مین گیٹ) ہیں۔جن میں سے شمالی اور مغربی سمتوں میں دس دروازے کھلے ہوئے ہیں ۔ جب کہ دوسرے پانچ دروازے کافی عرصے سے مختلف اسباب کی بنیاد پر بند ہیں ۔ یہ تمام دروازے بلند اور وسیع عمارتوں پر مشتمل ہیں،جن کے اوپر بہت سے مدارس، دفاتر اور رہائش گاہیں ہیں،ان دروازوں کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔باب الاسباط (اس باب کا نام باب الاسود بھی ہے)

۲۔باب الحطہ ۔

۳۔باب فیصل (اس کا نام باب العتم بھی ہے)

۴۔باب الغونمہ (اس کا نام باب الید بھی ہے)

۵۔باب الناظر (اس کا نام باب المجلس اور باب الحبس بھی ہے)

۶۔باب الحدید۔

۷۔باب القطانین۔

۸۔باب المتوضأ (اس کا نام باب المطہرۃ بھی ہے)

۹۔باب السلسلہ (اس کا نام باب النبی داؤدؑ بھی ہے)

۱۰۔باب المغاربۃ (اس کا نام باب لبراق اور باب النبی ﷺ بھی ہے)

جب کہ مشرقی اور جنوبی سمت میں پانچ دیگر دروازے ہیں جو صحیح قول کے مطابق صلاح الدین ایوبی کے دور میں اور اس سے پہلے حفاظتی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے بند کر دئے گئے ہیں۔ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔الباب المفرد۔ ۲۔الباب الثلاثی۔ ۳۔الباب المزدوج۔

۴۔الباب الذہبی (اس کا نام باب الرحمۃ والتوبۃ ہے) ۵۔باب الجنائز۔

منارے

مسجد اقصی کے چار منارے ہیں:

۱۔مئذنۃ فخریہ باب المغاربۃ: اسلامی میوزیم کے ساتھ جنوب مغربی کونے میں ہے۔

۲۔مئذنۃ باب السلسلہ: مغربی سمت میں ہے۔

۳۔مئذنۃ باب الغوامۃ: شمال مغربی سمت میں ہے۔

۴۔مئذنۃ باب الاسباط: شمالی سمت میں ہے۔

قبے(گنبد)

مسجد اقصی کے احاطہ میں متعدد گنبد ہیں، جن میں اہم ترین گنبد مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔قبۃ السلسلہ۔ ۲۔قبۃ المعراج۔ ۳۔قبۃ النبی (محراب النبی)

۴۔قبہ یوسف۔ ۵۔قبۃ الشیخ الخلیلی۔ ۷۔قبۃ الخضر۔

۸۔قبۃ یوسف آغا۔ ۹۔قبۃ موسی۔ ۱۰۔قبۃ سلیمان۔

چبوترے۔

مسجد اقصی کے احاطے میں مختلف سائز کے چوٹے بڑے چھبیس (۲۶؍) چبوترے ہیں۔جن میں سے بعض کے اوپر خوبصورت محرابیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ان چبوتروں کو گرمی کے موسم میں نماز اور درس وتدریس کے لیے تعمیر کیا گیا ہے۔ان میں سے اہم ترین چبوترے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سلیمان سبیل والا چبوترہ۔ ۲۔عشاق النبی چبوترہ۔ ۳۔قبۃ سلیمانی چبوترہ۔

۴۔الظاہرہ چبوترہ۔ ۵۔ علاؤالدین بصیری چبوترہ ۶۔قیتبائی سبیل والا چبوترہ۔

۷۔الکرک چبوترہ۔(اس پر کھڑے ہوکر الکرک پہاڑ نظر آتا ہے۔)

(ملخصاً من ''بیت المقدس اور فلسطین، حقائق وسازشوں کے آئینہ میں، صفحات ۲۷؍تا۲۹؍عنایت اللہ وانی ندوی)

ارض قدس یعنی فلسطین کے فضائل

یٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِىۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَـكُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِكُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿21﴾ المائدہ

''اور اے میری قوم! تم اس پاک زمین میں داخل ہو، جس کو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، ہے اور اپنی پیٹھیں نہ پھیرلو، ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔'' ﴿21﴾ المائدہ

''ہے 'پاک سرزمین' سے 'شام' مراد ہے (تفسیر منارج ۶ص ۲۷۶/) اُس وقت موجودہ فلسطین بہ شمول بیت المقدس شام ہی کا حصہ تھا'' (آسان تفسیر ج ا رص ۳۶۹/، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، ۱۴۳۶ھ، ۱۹۱۵ء)

وَأَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِينَ كَانُواۡ يُسۡتَضۡعَفُونَ مَشَارِقَ الۡأَرۡضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَٰرَكۡنَا فِيهَا ﴿137﴾ الاعراف

''اور ہم نے زمین کے تمام مشرق ومغرب- جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں- کا مالک اس قوم کو بنا دیا، جس کو کمزور سمجھا جاتا تھا،... ﴿137﴾ الاعراف

وَنَجَّيۡنَٰهُ وَلُوطًا إِلَى الۡأَرۡضِ الَّتِي بَٰرَكۡنَا فِيهَا لِلۡعَٰلَمِينَ ﴿71﴾ الانبیاء

''اور ہم نے ابراہیم اور لوط کو ایسی سرزمین میں بھیج کر بچالیا، جس میں ہم نے تمام دنیا والوں کے لیے برکت رکھی ہے ا ﴿71﴾ الانبیاء

''ا یعنی سرزمین شام، جہاں بکثرت انبیاء آئے، اور وہاں مدفون ہوئے، واضح ہو کہ جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا، اس وقت موجودہ فلسلطین بھی شام کا ایک حصہ تھا، ساتھ ہی دنیاوی برکتیں بھی ہیں، کہ شام کے قریب ہی خطہ عرب کا وہ صحراء ہے جہاں کہیں کہیں کھجور کے باغات کو چھوڑ کر نہ کوئی درخت اُگتا ہے نہ پھل پھول ہوتے ہیں، اور موسم کی شدت بھی سخت تکلیف دہ ہوتی ہے، اس کے قریب ہی سرزمین شام واقع ہے جو سرسبز و شاداب بھی ہے اور خوشگوار آب وہوا کا حامل بھی۔''

(آسان تفسیر ج ۲ رص ۱۰۳/، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، ۱۴۳۶ھ، ۱۹۱۵ء)

وَلِسُلَيۡمَٰنَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجۡرِي بِأَمۡرِهِۦٓ إِلَى الۡأَرۡضِ الَّتِي بَٰرَكۡنَا فِيهَا.. ﴿81﴾ الانبیاء

''نیز تیز ہوا کو بھی سلیمان کے تابع کر دیا تھا، جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی تھی، جہاں ہم نے برکتیں رکھی ہیں..'' ﴿81﴾ الانبیاء

وَجَعَلْنَا بَيْنَهمْ وَبَيْنَ لْقُرَى الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً ﴿18﴾سباء

''اور ہم نے ان کے درمیان اوران بستیوں کے درمیان جن میں برکتیں رکھی تھیں کچھ ایسی بستیاں رکھ دی تھیں جونظر آتی تھیں،...'' ﴿18﴾سباء

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ:كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طُوبَى لِلشَّأْمِ ، فَقُلْنَا:لِأَيٍّ ذَلِکَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمَنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا ۔قَالَ أَبُو عِيسَى:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ۔

(ترمذی 3954واحمد وصححه الطبرانی ووافقه الذهبی)

''ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کاغذ کے پرزوں سے قرآن کو مرتب کررہے تھے،تو آپ نے فرمایا: 'مبارکبادی ہوشام کے لیے'، ہم نے عرض کیا: کس چیز کی اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا:'اس بات کی کہ رحمٰن کے فرشتے ان کے لیے اپنے بازو بچھاتے ہیں'۔'' (ترمذی3954)

أَنَّ ابْنَ زُغْبٍ الْإِيَادِيّ حَدَّثَهُ، قَالَ:نَزَلَ عَلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ، فَقَالَ لِي:بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَغْنَمَ عَلَى أَقْدَامِنَا فَرَجَعْنَا، فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الْجَهْدَ فِي وُجُوهِنَا فَقَامَ فِينَا فَقَالَ:اللَّهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ إِلَيَّ فَأَضْعُفَ عَنْهُمْ، وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوا عَنْهَا، وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْثِرُوا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي أَوْ قَالَ:عَلَى هَامَتِي،ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ حَوَالَةَ إِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتْ أَرْضَ الْمُقَدَّسَةِ،فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْأُمُورُ الْعِظَامُ وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِي هَذِهِ مِنْ رَأْسِکَ ۔ (ابوداؤد2035قال الحاکم فی المستدرك: صحيح الإسناد)

''حضرت ابن زُغب الایادی سے روایت ہے کہ عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ میرے پاس اترے،اور مجھ سے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم پیدل چل کر مال غنیمت حاصل کریں،تو ہم واپس لوٹے اور ہمیں کچھ بھی مال غنیمت نہ ملا، اور آپ ﷺ نے ہمارے چہروں پر پریشانی کے آثار دیکھے تو ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ! انہیں میرے سپرد نہ فرما کہ میں ان کی خبر گیری سے عاجز رہ جاؤں، اور انہیں ان کی ذات کے

حوالہ (بھی) نہ کر کہ وہ اپنی خبر گیری خود کرنے سے عاجز آ جائیں، اور ان کو دوسروں کے حوالہ نہ کر کہ وہ خود کو ان پر ترجیح دیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سر پر یا میری گدی پر رکھا اور فرمایا: اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت شام میں اتر چکی ہے، تو سمجھ لو کہ زلزلے، مصیبتیں اور بڑے بڑے واقعات (کے ظہور کا وقت) قریب آ گیا ہے، اور قیامت اس وقت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جتنا کہ میرا یہ ہاتھ تمہارے سر سے قریب ہے۔'' (ابوداود 2535)

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: (لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِی عَلَی الْحَقِّ ظَاہِرِینَ لِعَدُوِّہِمْ قَاہِرِینَ، لَا یَضُرُّہُمْ مَنْ خَالَفَہُمْ إِلَّا مَا اَصَابَہُمْ مِنْ لَأْوَاءَ حَتّٰی یَأْتِیَہُمْ اَمْرُ اللّٰہِ وَہُمْ کَذٰلِکَ) قَالُوْا: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! وَاَیْنَ ہُمْ؟ قَالَ: بِبَیْتِ الْمَقْدِسِ وَاَکْنَافِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ.(مسند احمد:12494)

'' سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ قیامت تک دین پر ثابت قدم اور دشمن پر غالب رہے گا، ان سے اختلاف کرنے والے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، سوائے اس کے کہ انہیں کچھ معاشی تنگدستی کا سامنا کرنا پڑے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح میں ہوں گے۔'' (مسند احمد 12494)

عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ ﷺ قال: لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِی یُقَاتِلُون علی ابواب دِمَشق وماحولہ وعلی ابواب بیت المقدس وما حولہ،، لَا یَضُرُّہُمْ خِذلَانُ مَنْ خَذَلَہُمْ،ظَاہِرِینَ الی ان تَقُومَ السَّاعَۃ

(المعجم الاوسط ج1 ص19 مسند ابی یعلی ج11 ص 302 برقم الحدیث6417)

'' حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میری امت سے ایک جماعت دِمشق کے دروزوں اور اس کے آس پاس، اور اسی طرح بیت المقدس اور اس کے آس پاس برابر جنگ کرتی رہے گی۔ اور انھیں رسوا کرنے کی کوششیں انھیں نقصان نہیں پہونچائیں گی۔ اور وہ غالب رہیں گے۔ (اس معرکہ کا سلسلہ چلتا رہے گا) یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔'' معجم اوسط، و مسند ابو یعلی

عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ، عَنْ أَبِیہِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا

فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ،قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيل، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ،قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوَالَةَ،وَابْنِ عُمَرَ،وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ،وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔(ترمذی 2192)

''حضرت معاویہ ابن قرّہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب ملک شام والوں میں خرابی پیدا ہو جائے گی تو تم میں کوئی اچھائی باقی نہیں رہے گی، میری امت کے ایک گروہ کو ہمیشہ اللہ کی مدد حاصل رہے گی،اس کی مدد نہ کرنے والے قیامت تک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔'' ترمذی 2192

القدس سے ۶۵ رکلومیٹر مغرب میں واقع شہر عسقلان ایک قدیم شہر ہے،جس کو رسول اللہ ﷺ نے افضل الرباط قرار دیا ہے۔

وان افضل رباطکم عسقلان، (المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۱/ ص۸۸/)

''بے شک تمہارے لیے دشمن سے مقابلہ اور حفاظت کی افضل ترین جگہ عسقلان ہے۔طبرانی

فلسطین اور اس کے اہم شہر

فلسطین کے مختلف نام ہیں۔جن میں ارض کنعان،بلستین بھی ہے۔فلسطین کی وجہ تسمیہ میں مختلف آراء ہیں۔ایک رائے یہ ہے کہ یہ دو کلمات کا مجموعہ ہے: ''فلس'' جس کے معنی چھلکے کے ہیں اور ''طین'' کے معنی مٹی کے ہیں؛ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کا پیشہ زراعت تھا۔

فلسطین اپنے مرکزی اور اسٹریٹیجک جائے وقوع کی وجہ سے ایک اہم مقام رکھتا ہے،جس کی وجہ سے وہ تین براعظموں: ایشیاء، افریقہ اور یورپ کے درمیان اور عالمِ اسلامی کے دونوں براعظموں کے درمیان پل کا کام کرتا ہے،اس اعتبار سے وہ قدیم زمانے سے،ہی مختلف قوموں کے لیے گزرگاہ کے طور پر بھی معروف رہا ہے۔قدیم 'فلسطین' ایک اہم تجارتی گزرگارہ کے طور پر معروف تھا،جو وادی نیل،جنوبی جزیرۃ العرب،شمالی شام اور عراق کے مختلف ثقافتوں کے حامل باشندوں کے درمیان پُل کا کام کرتا تھا۔فلسطین ماقبل اسلام اور بعد کے تجارتی قافلوں کا مرکز اور گزرگاہ رہا ہے۔عرب تجارتی قافلے سردی اور گرمی کے تجارتی اسفار کے دوران جزیرۃ العرب سے آکر وہاں سے گزرتے تھے جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

(بیت المقدس اور فلسطین،حقائق وسازشوں کے آئینہ میں،ص ۱۸/از: عنایت اللہ وانی ندوی)

القدس۔

القدس کو بیت المقدس اور ایلیا بھی کہا جاتا ہے پانچ ہزار سال پہلے ''یبوسیوں'' نے اس کو اس اہم مقام پر آباد کیا تھا اور اسی وقت سے یہ فلسطین کے دارالسلطنت کی حیثیت سے اور عالمی سطح پر ایک دینی،تاریخی اور ثقافتی مرکز کی حیثیت سے معروف رہا ہے۔فلسطین کا مرکزی اور اہم تاریخی شہر ہے،اسلام میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منور کے بعد یہی تیسرا اہم شہر ہے۔قبلۂ اول مسجد اقصی کی وجہ سے اس شہر کو یہ اہمیت ورُتبہ حاصل ہے۔قلب فلسطین میں ہونے کی وجہ سے فلسطین کے دیگر شہروں سے زیادہ مربوط یہی شہر ہے۔

ارض قدس کے مختلف حصے

شہر قدس قلبِ فلسطین میں،سطح سمندر سے تقریبا ۲۰-۸۳۰ میٹر اونچے ٹیلوں پہ واقع ہے،جو شرقا ۳۵/خط طول البلد اور شمالاً ۳۴/خط عرض البلد پہ واقع ہے۔قدس کے مشرق میں وادِیِ قدرون واقع ہے،جو شہر کی مشرقی فصیل اور جبل زیتون (جبل طور) کے

درمیان واقع ہے۔شہر کے مغرب میں وادیِ سلوان ،شمال میں جبل مشارف ، جنوب میں جبل مبکر ،جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے؛ جب وہ شہر قدس میں فاتحانہ تشریف لائے تھے۔

شہر قدس: بحر ابیض متوسط سے تقریبا ۳۲ رمیل (۵۵ کلومیٹر) کے فاصلے پر، مغرب میں، بحر مُردار سے ۱۸ رمیل (۲۲ کلومیٹر) مشرق میں، نہر اردون سے تقریبا ۲۶ رمیل شمال میں، خلیل سے تقریبا ۱۹ رمیل جنوب میں، نیز سبسطیہ سے تقریبا ۳۰ رمیل شمال میں اور بحر احمر سے ۲۵۰ کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔

(ملخصا از: فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں، ص ۱۰۳ ر۱۰۴ ر، مولانا نور عالم خلیل امینی)

شہر قدس دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔

(الف) پُرانا علاقہ: یہ پرانا تاریخی علاقہ ہے۔ جہاں مسجد اقصی واقع ہے۔اس کا رقبہ تقریبا ایک مربع کلومیٹر ہے۔ یہ فصیل سے گھرا ہوا ہے۔جس کی لمبائی تقریبا ۴ رکلومیٹر اور اونچائی ۱۲ رمیٹر ہے۔اس کے سات دروازے ہیں جو ہمہ وقت کھلے رہتے ہیں۔باب الساھرۃ اور باب الحمد جو شمال میں واقع ہیں۔مغرب میں باب الخلیل ہے۔جنوب میں باب مغاربہ اور باب داؤد ہیں،مشرق میں باب اَسباط اور شمالِ مغرب میں باب جدید ہے،اور مشرقی جانب ایک آٹھواں دروازہ ہے جو ہمہ وقت بند رہتا ہے اِس کو باب ذہبی (سنہرا دروازہ) کہا جاتا ہے۔

(ب) نیا علاقہ: یہ نیا علاقہ ۱۳۸۷ھ، ۱۹۶۷ء میں یہودیوں کے قبضے سے پہلے دو حصوں میں بٹا ہوا ہے تھا۔مشرقی حصہ اور مغربی حصہ۔اس وقت یہ دونوں حصے مع مسجد اقصی یہودیوں کے قبضے میں ہیں۔

(ملخصا از: فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں، ماخوذ، ۱۰۴ ر مولانا نور عالم خلیل امینی)

الخلیل

یہ شہر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی جانب منسوب ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ اور حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب علیھم السلام اسی شہر میں مدفون ہیں۔ یہ شہر مغربی پٹی اور بیت اللحم میں واقع ہے۔رسول اللہ ﷺ نے یہ شہر حضرت تمیم داریؓ کے حوالے فرمایا تھا۔یہ شہر شمالی افریقہ کے والی وفاتح اندلس قائد موسی بن نصیرؒ کی جائے پیدائش ہے۔

نابلس

یہ شہرالقدس اور مغربی پٹی کے شمال میں 'عیبال' اور 'جرزیم' دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے، اس کو صحابیِ جلیل حضرت عمرو ابن عاصؓ نے فتح کیا تھا۔ یہاں معروف علماء پیدا ہوئے ہیں ۔ جیسے کہ ابن قدامہ مقدسیؒ، علامہ المرداوی، السفارینی، محمد عزہ روزہ، وغیرہم۔

غزہ:

جنوبی فلسطین کا سب سے بڑا اور اہم شہر ہے۔ مصر و فلسطین اور جزیرۃ العرب کے درمیان ہمیشہ سے تجارتی مرکز اور گزرگاہ کی حیثیت سے ممتاز رہا ہے، رسول اللہ ﷺ کے جدامجد ہاشم بن عبد مناف کا اسی شہر میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہیں، اسی لیے اس کا نام 'غزہ ہاشم' رکھا گیا، اسی شہر میں امام شافعیؒ کی پیدائش ہوئی۔

یافاہ:

اس کو "عروس البحر المتوسط" (بحر متوسط کی دُلہن) کہا جاتا ہے۔ "یافی" کنعانی لفظ یعنی "خوبصورت" کی بدلی ہوئی شکل "یافاہ" ہے، یہ پانچ ہزار سال سے زائد قدیم کنعانی شہر ہے۔ فلسطین کے درمیانی علاقوں اور بطور خاص القدس کے لیے ایک بندرگاہ کی حیثیت سے معروف رہا ہے۔ اسی کے قریب "تل ابیب" شہر بسایا گیا ہے۔ یافاہ اپنی بندرگاہ وہاں کے خاص سنتروں اور تجارتی مرکز کی حیثیت سے مشہور ہے۔

بیت اللحم:

یہ شہرالقدس کے جنوب میں واقع ہے، اسی شہر میں "المہد" چرچ ہے۔ جہاں حضرت عیسی علیہ السام کی ولادت ہوئی ہے۔ دینی و تاریخی مقام کی وجہ سے اور القدس سے قریب ہونے کی بنا پر یہ شہر ایک اہم سیاحتی مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔

الناصرۃ:

یہ "طبریا" اور حیفا کے درمیان واقع ہے، عیسائیوں کے نزدیک یہ مقدس شہر ہے۔ اسی میں "کنیسۃ البشارۃ" (البشارۃ چرچ) ہے، جہاں حضرت عیسی علیہ السلام نے زندگی گزاری، انگور اور زیتون کے درختوں سے مالا مال شہر ہے۔

اریحا:

بحرمیت کے شمال میں واقع ہے، تل السلطان اور قصر ہشام جیسے آثار قدیمہ اسی شہر میں موجود ہیں۔ دنیا کا قدیم ترین شہر ہے، جس کی عمر دس ہزار سال سے زائد ہے۔ یہی وہ شہر جس کی طرف منسوب ۱۳/۹/۱۹۹۳ء مطابق ۲۵/ربیع الاول ۱۴۱۴ھ کو ''اتفاق غزة- اریحا اولا '' جیسا نامسعود معاہدہ اور مصالحت اسرائیل وفلسطین کے درمیان ہوا، جس میں فلسطین کے لیے تحریک چلانے والے افراد نے اہل فلسطین کو کچل کر اسرائیل کے عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کا ٹھیکہ لیا۔ ان ٹھیکیداروں میں جناب یاسر عرفات صاحب کا نام نامی کافی نمایاں ہے۔ موصوف نے یہی نہیں کہ فسلطین کی آزادی کی کوششیں کرنے والوں کی سرکوبی کے لیے اسرائیل کا جُوا اپنے گلے میں پہن لیا؛ بلکہ جناب والا فلسطین کے تعلق سے اسلامی تصور کے خلاف علاقہ، قومیت، نسل کے بت کو دودھ پلانے میں کامل مستعدی کے ساتھ مصروف ہو گئے۔

رام اللہ:

یہ شہر فلسطین کے وسطی پہاڑی سلسلے کے بیچ میں مغربی پٹی میں القدس کے شمال میں واقع ہے۔ ''رام اللہ'' دو کلمات سے مرکب ہے۔ وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں متعدد اقوال معروف ہیں۔ معروف قول یہ ہے کہ ''رام'' کنعانی کلمہ بمعنیٰ ''بلند جگہ'' ہے۔ عربوں نے اس کے ساتھ ''اللہ'' کا اضافہ کر دیا۔ موجودہ دور میں رام اللہ کا اہم سیاسی مقام حاصل ہے۔ اکثر حکومتی ادارے اسی شہر میں واقع ہیں۔

عسقلان:

القدس سے ۶۵ رکلومیٹر مغرب میں واقع ہے۔ یہ قدیم شہر ہے جس کو کنعانیوں نے آباد کیا، عسقلان کو رسول اللہ ﷺ نے افضل الرباط قرار دیا ہے۔

وان افضل رباطکم عسقلان، (المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۱/ ص ۸۸/)

یعنی ''بے شک تمہارے لیے دشمن سے مقابلہ اور حفاظت کی افضل تری جگہ عسقلان ہے۔'' طبرانی

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اسی شہر کی جانب منسوب ہیں۔ اس لیے کہ ان کا قبیلہ عسقلان میں رہتا تھا جو بعد میں ہجرت کر کے مصر آ گیا تھا۔ (ملخصاً من ''بیت المقدس اور فلسطین، حقائق وسازشوں کے آئینہ میں، صفحات ۲۲ر تا ۲۷ر عنایت اللہ وانی ندوی)

”لُد“ دجال کا مقتل:

یہ فلسطین کا قدیم اور بڑا تاریخی شہر ہے، القدس سے ۳۸ رکلو میٹر دور شمال مغرب کی جانب واقع ہے، ۵۶۰۰ ق م میں آباد کیا گیا ۱۹۳۷ء سے یہاں انٹرنیشنل ائر پورٹ قائم ہے، باب اللد کے پاس ہی دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل فرمائیں گے۔

حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرِ نِ الْحَضْرَمِیّ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّوَاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْکِلَابِیَّ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَضَ فِیْهِ وَرَفَعَ، حَتّٰی ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا اِلَیْهِ عَرَفَ ذٰلِکَ فِیْ وُجُوْهِنَا، فَسَاَلْنَاهُ فَقُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَکَرْتَ الدَّجَالَ الْغَدَاةَ فَخَفَضْتَ فِیْهِ وَرَفَعْتَ، حَتّٰی ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ، قَالَ: (غَیْرُالدَّجَّالِ اَخْوَفُ مِنِّیْ عَلَیْکُمْ، فَاِنْ یَّخْرُجْ وَاَنَا فِیْکُمْ فَاَنَا حَجِیْجُهٗ دُوْنَکُمْ وَاِنْ یَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْکُمْ فَامْرُؤٌحَجِیْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ، اِنَّهٗ شَابٌّ جَعْدٌ قَطَطٌ، عَیْنُهٗ طَافِیَةٌ، وَاِنَّهٗ یَخْرُجُ مِنْ خُلَّةٍ بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ یَمِیْنًا وَشِمَالًا، یَا عِبَادَ اللّٰهِ! اُثْبُتُوْا۔) قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَبْثُهٗ فِی الْاَرْضِ؟ قَالَ: (اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا،یَوْمٌ کَسَنَةٍ،وَیَوْمٌ کَشَهْرٍ،وَیَوْمٌ کَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ اَیَّامِهٖ کَاَیَّامِکُمْ۔)) قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ هُوَ کَسَنَةٍ اَیَکْفِیْنَا فِیْهِ صَلَاةُیَوْمٍ وَلَیْلَةٍ، قَالَ: (لَا، اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ۔) قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا اِسْرَاعُهٗ فِی الْاَرْضِ؟ قَالَ: (کَالْغَیْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّیْحُ، قَالَ: فَیَمُرُّ بِالْحَیِّ فَیَدْعُوْهُمْ فَیَسْتَجِیْبُوْنَ لَهٗ فَیَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ وَتَرُوْحُ عَلَیْهِمْ سَارِحَتُهُمْ وَهِیَ اَطْوَلُ مَا کَانَتْ ذُرًی وَاَمَدُّهٗ خَوَاصِرَ وَاَسْبَغُهٗ ضُرُوْعًا وَیَمُرُّ بِالْحَیِّ فَیَدْعُوْهُمْ فَیَرُدُّوْا عَلَیْهِ قَوْلَهٗ فَتَتَّبِعُهٗ اَمْوَالُهُمْ، فَیُصْبِحُوْا مُمْحِلِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ شَیْءٌ، وَیَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ، فَیَقُوْلَ: لَهَا اُخْرُجِیْ کُنُوْزَكِ، فَتَتَّبِعُهٗ کُنُوْزُهَا کَیَعَاسِیْبِ النَّخْلِ قَالَ: وَیَاْمُرُ بِرَجُلٍ فَیُقْتَلُ فَیَضْرِبُهٗ بِالسَّیْفِ فَیَقْطَعُهٗ جَزْلَتَیْنِ رَمْیَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ یَدْعُوْ فَیُقْبِلُ اِلَیْهِ یَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ قَالَ: فَبَیْنَا هُوَ عَلٰی ذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيِّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ فَيَتْبَعُهُ فَيُدْرِكُهُ فَيَقْتُلُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ الشَّرْقِيِّ...(مسند احمد13012)

''سیدنا نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن صبح کو دجال کا ذکر کیا، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کبھی اپنی آواز کو پست کر لیتے اور کبھی بلند، یہاں تک کہ ہم یہ سمجھنے لگے کہ وہ یہیں کھجوروں کے کسی جھنڈ میں موجود ہے، ہم اس سے اس قدر خوف زدہ ہو گئے کہ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمارے چہروں پر دہشت سی محسوس کر لی، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجال کے متعلق مزید دریافت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج دجال کا ذکر کیا اور اس دوران اپنی آواز کو کبھی پست کیا اور کبھی بلند، یہاں تک کہ ہم تو یہ سمجھنے لگے کہ وہ یہیں کہیں کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے متعلق دجال کے علاوہ دوسری بات کا اندیشہ زیادہ ہے، کیونکہ اگر میری موجودگی میں دجال آ گیا تو میں تم سے آگے اس کا مقابلہ کر لوں گا اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر آدمی اپنا دفاع خود کرلے گا اور ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میری طرف سے خلیفہ ہے، (یعنی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو فتنہ دجال سے محفوظ رکھے گا)، دجال نوجوان ہوگا، اس کے بال گھنگریالے ہوں گے، اس کی آنکھ خوشۂ انگور میں ابھرے ہوئے دانے کی طرح ہوگی، وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقوں میں ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں (زمین پر) گھومے گا، اللہ کے بندو! تم اس وقت دین پر ثابت قدم رہنا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس دن، لیکن اس کا ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینے کے برابر، ایک دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا جو دن ایک سال کے برابر ہوگا، تو کیا اس میں ہمیں ایک ہی دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'جی نہیں، تم وقت کا اندازہ کر کے (وقفے وقفے سے نمازیں) ادا کرتے رہنا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ زمین میں کس رفتار سے جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی رفتار اس بادل کی سی ہوگی، جسے ہوا آگے کو دھکیل رہی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال ایک قبیلے کے پاس سے گزرے گا اور انہیں (اپنی ربوبیت) کی دعوت دے گا، لوگ اس کی بات مان لیں گے، پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین نباتات اگائے گی،

جنگلوں میں چرنے والے ان کے جانور پہلے سے بڑی کوہانوں والے، بھری ہوئی کوکھوں والے اور بڑے تھنوں والے ہوکر واپس آئیں گے، اسی طرح جب وہ ایک دوسرے قبیلے کے پاس سے گزرے گا اور ان کو (اپنی ربوبیت پر ایمان لانے کی) دعوت دے گا اور وہ اس کی بات کو رَدّ کر دیں گے، ان کے اموال (ان کو چھوڑ کر) دجال کے پیچھے چل پڑیں گے اور وہ لوگ تنگ دست ہوکر رہ جائیں گے، ان کے پاس ان کے مالوں میں سے کچھ بھی نہیں بچے گا۔ دجال ایک شور زدہ زمین سے گزرتے ہوئے اس سے کہے گا کہ کہ تو اپنے خزانے اُگل دے، تو اس زمین کے خزانے نکل کر اس کے پیچھے یوں چلیں گے، جیسے شہد کی مکھیوں کے لشکر جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ دجال تلوار کی ضرب سے ایک آدمی کے یک لخت اس طرح دو ٹکڑے کر دے گا، جیسے تیر جلدی سے اور اچانک اپنے ہدف پر جا کر لگتا ہے، پھر وہ اس مقتول کو اپنی طرف بلائے گا تو وہ زندہ ہوکر اس کی طرف آجائے گا اور اس کا چہرہ بے خوفی اور اطمینان کی وجہ سے خوب روشن ہوگا، دجال اسی طرح لوگوں کو شعبدے دِکھا دِکھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہما السلام کو مبعوث فرما دے گا، وہ دِمشق کے مشرق میں سفید رنگ کی بلند جگہ پر اتریں گے، انھوں نے ورس اور زعفران کے ساتھ رنگے ہوئے دو کپڑے زیبِ تن کیے ہوں گے اور فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے، وہ اتر کر دجال کا پیچھا کر کے اسے لُدّ کے مشرقی دروازے کے قریب قتل کر دیں گے....۔'' (مسند احمد 13012)

مسجد اقصی کو لاحق خطرات

مسلمانوں اور عالم اسلام کو ہمیشہ خطرات کا سامنا رہا ہے، اسی لیے انتم علی ثغر دائم فرمایا گیا ہے۔ لیکن مسجد اقصی کو جس قسم کے خطرات کا سامنا ہے وہ تمام خطرات و اندیشوں سے قوی تر و پُرفتن ہیں۔ مسجد اقصی، ارض قدس اور مسجد اقصی کی طرف منسوب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والی تحریکیں وسازشیں پورے عالمِ اسلام پر اثر انداز ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اس لیے امت مسلمہ کے ہر فرد کو مسجد اقصی کو لاحق خطرات کے مواجہہ و مقابلہ کے لیے جدوجہد کرنا ضروری اور دنیا و آخرت میں سرخ روئی وسربلندی کا ذریعہ ہے۔ اور اختیار و اقتدار کے باوجود مسجد اقصی کو لاحق خطرات کی روک تھام میں تساہل وتغافل اور سستی اختیار کرنا دینی و دنیا وہ نقصان وخسارہ کی واضح علامت ہے۔ اس لیے ذیل میں مسجد اقصی کو لاحق خطرات کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی جا رہی ہے؛ تاکہ ہم حسب وسعت ان خطرات کو فرو کرنے کی جدوجہد میں شریک ہو کر سعادتِ دارین کے حقدار بن سکیں۔

خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے والے

سلطان عبد الحمید ثانیؒ نے سلطنت سنبھالنے کے بعد حکومت کو منظّم کیا، عثمانی دستور بنایا، پارلیامنٹ کا نظام تشکیل دیا، شوریٰ قائم کی، عربوں کو حکومت میں شریک کیا، لیکن اصل کنٹرول ترکوں کے ہاتھ میں رہا، فلسطین کی جانب یہودیوں کی مسلسل ہجرت کو روکنے میں ان کا اہم رول رہا ہے۔ کیوں کہ انھوں نے ایسا قانون بنایا جس کے مطابق عثمانی سرزمین کی جانب یہودیوں کی اجتماعی ہجرت ممنوع قرار دی گئی تھی۔ ان میں سے زائر کی حیثیت سے آنے والے کو فلسطین مین تین ماہ سے زائد اقامت اختیار کرنے کو بھی ممنوع قرار دیا تھا۔ یہ قانون انفرادی طور پر آنے والوں کے لیے بھی تھا۔

جب عثمانی یونانی جنگ کا آغاز ہوا اور عثمانی حکومت کمزور پڑ گئی اس وقت ہرزل نے یورپ کے لاکھوں یہودیوں کو متحرک کیا اور ”فیینا“ میں عثمانی سفیر کے ذریعہ سلطان عبد الحمد ثانیؒ (۱۲۵۸ھ،۱۸۴۲ء-۱۳۳۶ھ،۱۹۱۸ء) کو یہود کی جانب سے بہت رشوت کی پیش کش کی گئی، تاکہ یہودیوں کو فلسطین کی جانب ہجرت کی اجازت مل جائے۔“

ایمانویل قرہ صوٗ‘‘ نامی ایک سرگرم اور عیار یہودی کو سلطان عبدالحمید ثانی کی خدمت میں بھیجا گیا۔ جس نے انھیں یہودیوں جواب نہایت واضح اور دوٹوک تھا۔ انھوں نے ہر قسم کی پیشکش کو یہ کہتے ہوئے ٹھکرا دیا:

’’ڈاکٹر ہرزل سے جا کے کہہ دو کہ اس سلسلے میں آج کے بعد کوئی سلسلہ جُنبانی نہ کرے؛ کیونکہ میں ہرگز دوسروں کو دینے کے لیے ارضِ مقدس کے ایک بالشت سے بھی دست بردار نہیں ہوسکتا، ارض فلسطین میری ملکیت نہیں؛ بلکہ میری قومِ مسلم کی ملکیت ہے، جس نے اپنے لہو سے اس کی خاک کو سینچا ہے، یہودی اپنی لاکھوں کی رقم اپنے پاس رکھیں۔‘‘

(مولانا حذیفہ ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی، اداریہ: رسالہ شاہراہ علم شمارہ ۲۔۳، جلد ۷۔ جمادی الاولی والاخری ۱۴۳۹ھ، فروری، مارچ ۲۰۱۸ء ص ۳۴ / بحوالہ: رسالہ التبیان، قاھرہ، شمارہ ۳۸ / جل د ۴ / ص ۲۴ / کالم ۳ / مضمون ریاست عثمانیہ، دور فاتحین، بہ قلم ڈاکٹر رضا طیب)

یہودی رشوت کو ٹھکر دینے کے پاداش میں یہودیوں نے خلیفہ عبدالحمید کو سزا دینے اور خلافت کو ختم کرنے کے لیے محکم و دوررس منصوبہ بندی کی۔ فلسطین پر قبضہ کر کے اسرائلی یہودی ریاست کے قیام کے سلسلے میں ہرزل کے یہ الفاظ بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں:

’’فلسطین میں یہودیوں کے لیے، اہل مشرق کی طرف سے دروازوں کے وا ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہو۔‘‘

(مولانا حذیفہ ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی، اداریہ: رسالہ شاہراہ علم شمارہ ۲۔۳، جلد ۷۔ جمادی الاولی والاخری ۱۴۳۹ھ، فروری، مارچ ۲۰۱۸ء ص ۳۳ / بحوالہ: فتوی علماء المسلمین، ص ۱۰ /)

چنانچہ سلطان عبدالحمید کے خلاف یہودیوں نے سازشوں کا جال بننے اور اس کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا منصوبہ بنانا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں ترکی کے اندر سے ہی ایک یہودی تحریک ’’انجمن اتحاد و ترقی‘‘ کے ذریعہ کوشاں ہو گئے۔ (اس انجمن کے لیڈروں میں ’’مصطفیٰ کمال اتاترک‘‘ بھی تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران یہ اولاً غازی کے لقب سے مشہور ہوا۔ اور اس پر مسلمانوں کا اعتماد کافی بڑھ گیا۔) ’’انجمن‘‘ ترکی کی پارلیامنٹ کے توسط سے عثمانی لیڈروں کی ایک تعداد کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے، قلیل مدت کے بعد یہ انجمن اقتدار تک پہونچ گئی اور سلطان عبدالحمید ثانیؒ کو معزول معزول کر دیا۔

(ملخصاً من ’’بیت المقدس اور فلسطین، حقائق و سازشوں کے آئینہ میں‘‘، صفحات ۸۱ و ۸۲ / عنایت اللہ وانی ندوی)

یہودیوں کی ہجرت کے بارے میں عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید ثانیؒ کے موقف اور یہودیوں کی پیشکش کو ٹھکرا دینے سے یہ باب مؤکد ہو گئی کہ عثمانی حکومت فلسطین پر کسی ناجائز قبضہ کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے اولاً

انھوں نے خلافت عثمانیہ کوتاراج اورختم کرنے کا جو منصوبہ بنایا اس میں عرب وعجم کی تفریق کے لیے عرب کو عجم پر فضیلت وبرتری کا تصور عربوں میں عام کیا، اورعرب احمقوں کے دماغ میں یہی نہیں کہ ان یہودیوں کی بات بیٹھ گئی بلکہ انھوں نے خلافت عثمانیہ کے قلمرو میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک خلافت سے آزادی اوراپنی حکومتوں کے قیام و استقلال کے لیے خونی تحریکیں شروع کردیں۔اس سارے فساد وطوفان کو کھڑا کرنے کے لیے یہودیوں نے اسلامی چوغوں میں ملبوس ہوکر عربوں کی معاونت سے یہی نہیں کہ خلافتِ عثمانیہ کو ختم کرنے میں کامیابی حاصل کی بلکہ عرب حکمرانوں سے مذہبی حمیت، دینی فکر اوراخوۃ اسلامی کو بھی کھرچنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

خلافت کے خاتمہ کی تحریک میں کلیدی ذمہ داری یہودیوں کی ماسونی تحریک اورڈونمہ یہودیوں نے ادا کی۔اس نے ''انجمن اتحادوترقی'' قائم کرکے ترکی میں انتشار وبگاڑ پیدا کیا اورآخر مصطفٰے کمال اتاترک کے ذریعہ خلافت کے خاتمہ میں کامیاب ہوگیا۔[1]

دوسری طرف انگریزوں نے اس سلسلے میں بھرپور کردار ادا کیا؛ جنہوں نے عرب کو عثمانی سلطنت کے خلاف یہ کہہ کر اُکسایا کہ عثمانی تمہاری زبان، تمہارے کلچر اورتمہاری تہذیب کے حوالے سے امتیازی برتاؤ کررہے ہیں جو کہ عثمانیوں کے خلاف سراسر بہتان تھا۔اس سازش کا ایک اہم حصہ، اس مشن کو ایک انگریزی فوجی افسر اورصاحب قلم لورینس(Lawwrensce) (۱۸۸۸ء۱۹۳۵ء) نے بڑی محنت، ہوشیاری اورلگن سے انجام دیا۔یہ شخص انگریزوں اورعربوں کے درمیان رابطہ افسر تھا۔اورعربوں میں برطانیہ کا انٹلی جنس کمشنر تھا۔جنگ عظیم اول اوراس کے بعد امیر مکہ شریف حسین (۱۲۷۰ھ،۱۸۵۴ء-۱۳۵۰ھ،۱۹۳۱ء) کی اِمارت کے علاقوں میں برسرِعمل رہا۔۱۹۱۶ء تا ۱۹۱۸ء تک بہ طور خاص اُس نے عربوں کو ترکوں کے خلاف بھڑکانے کا فریضہ اِس شدومد کے ساتھ انجام دیا کہ عالمی صحافت میں اُس وقت اس کا نام ہی ''عربوں کا بے تاج بادشاہ'' پڑ گیا تھا۔اس نے واضح طورپر اعلان کیا تھا کہ:

''ہمارا بنیادی مقصد ہی، اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اورسلطنت عثمانیہ کی بیخ کنی کرنا ہے''

---

[1] مولانا محمد حذیفہ ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی، نے رسالہ شاہراہ علم شمارہ۲-۳، جلد ۷۔ جمادی الاولی والاخری ۱۴۳۹ھ، فروری، مارچ ۲۰۱۸ء ص ۳۵/کے اداریہ کے حاشیہ میں اختصار کے ساتھ اچھی معلومات جمع کی ہے۔خواہشمند حضرات ڈونمہ یہودیوں کی سازشی فکر اوراس کے ذریعہ قائم مصطفٰے کمال اتارک کی تنظیم ''انجمن اتحادوترقی'' کو سمجھنے کے لیے رجوع کرسکتے ہیں۔محمد اشرف قاسمی)

نیز اس نے صاف صاف کہا تھا کہ:

''اگر ہم عربوں کو ترکوں سے اپنا حساب بہ یک وقت اور سختی کے ساتھ بے باق کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، تو ہم ہمیشہ کے لیے اسلام کے خطرے کا سد باب کرلیں گے۔ اِس طرح ہم مسلمانوں کو اپنے (آپس میں ایک وسرے کے) خلاف لڑنے اور داخلی انتشار پر آمادہ کردیں گے۔ اور وہ خانہ جنگی کا شکار ہوجائیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ترکی میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا اور اسلامی عربی دنیا میں دوسرا ہوگا۔ دونوں مذہبی خانہ جنگی میں مصروف رہیں گے۔ اس کے بعد ہمیں اسلام سے کوئی خوف کبھی نہ ستائے گا۔''

(مولانا حذیفہ ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی، اداریہ: رسالہ شاہراہ علم، ص ۳۶ ر شمارہ ۲۔۳، جلد ۷۔ جمادی الاولی والاخری ۱۴۳۹ھ، فروری، مارچ ۲۰۱۸ء)

الغرض خلافت عثمانیہ کا خاتمہ یہودیوں کی بڑی فتح اور خلافت کے قیام سے غفلت مسلمانوں کی نکبت و پستی، شکست کی علامت اور مسجد اقصی کے لیے بڑا خطرہ ہے۔ خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرنے والے ادارے اور حکمراں (خواہ وہ خادم الحرمین کے لقب سے ملقب ہوں یا کسی اور مقدس کے نام سے موسوم ہوں) آج بھی یہودیوں کے دست و بازو بن کر فلسطین اور مسجد اقصی کے لیے خطرہ ہیں۔

منظمة التعاون الاسلامی

(Organisation of Islamic Co'operation)

خلافتِ عثمانیہ کے زوال وسقوط کے بعد یہودیوں کے لیے راستے کھل گئے۔ جن عرب مسلمانوں نے جاہ طلبی کے جذبے سے خلافتِ عثمانیہ کے خلاف سرگرم کردار ادا کیا تھا۔ بندر بانٹ کر کے انھیں خلافت اسلامیہ سے ٹکڑے بھی مل گئے، اب یہودیوں کا اگلا نشانہ فلسطین اور مسجد اقصی تھا۔ چنانچہ خلاف عثمانیہ کے سقوط کے بعد یہودی اپنے نشانے کی طرف بڑھتے ہوئے ۲۱/اگست ۱۹۶۹ء کو مسجد اقصی پر حملہ آور ہوگئے۔ تو اس کے ردعمل میں ۱۵/ستمبر ۱۹۶۹ء کو مراکش کے شہر رباط میں او آئی سی کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے مقاصد میں یہ بات مشہور کی گئی ہے کہ یہ تنظیم دنیا بھر کے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کام کرے گی۔ گویا یہ خلافتِ عثمانیہ کے متبادل کے طور پر قائم ہوئی۔ لیکن آج تک اس ادارہ نے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ اور مسائل کے حل کے لیے اجلاسوں کے سوا عملی طور پر کچھ بھی نہیں کیا۔ کچھ لوگ اس ادارہ کو ملّی کاموں کے سلسلے میں ہومیو پیتھک میڈیسین سے تشبیہ دیتے ہیں۔ لیکن ہومیو پیتھی کا مطلب علاج بالمثل ہوتا ہے۔ چونکہ مسجد اقصی پر حملہ کے ردعمل میں اس کا قیام عمل میں آیا تھا، تو اس ادارہ کے تحت اگر پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے نہ سہی؛ مسجد اقصی پر حملہ آوروں کے علاج بالمثل کے طور پر حملہ کا کوئی خاکہ یا منصوبہ بنایا جاتا تو کہا جاتا جاسکتا تھا کہ یہ ادارہ ہومیو پیتھک میڈیسین کی طرح کام کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ادارہ خلافتِ عثمانیہ کے متبادل کے طور پر ایک پُر فریب اتحاد ہے۔ خلافت کے خاتمہ کے بعد مسلمان اپنے طور پر کسی بھی اسلامی (غیر اسلامی) ملک میں یہودیوں اور اسرائیل کی جارحیت کو روکنے کا منصوبہ اور پلان بنا کر منظّم یا غیر منظّم انداز میں عملی طور پر میدان میں اتر سکتے تھے۔ اس ممکنہ خطرے کو روکنے کے لیے کسی ایسے پُر فریب ادارہ کی ضرورت تھی جو مسلمانوں کو غفلت میں رکھے، چنانچہ شعوری، غیر شعوری طور پر یہ ادارہ اسرائیل اور معاندین اسلام کے لیے کافی مفید ثابت ہورہا ہے۔

یہ ادارہ اسرائیل یا دوسرے اسلام دشمن ممالک کے خلاف اور اسلام یا مسلمانوں کے حق میں کیسے مخلص ہوسکتا ہے؟ جب کہ اس دارہ کے ممبران میں وہ لوگ شامل ہیں جنھوں نے خلافتِ عثمانیہ کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ خلافت کی صورت میں ایک طاقتور اتحاد کو ختم کر کے دوسرا طاقتور اتحاد جو ان کے عیش وعشرت کو متاثر کردے، یا پھر کسی دوسرے کی

اطاعت پر مجبور کر دے وہ کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ جس طرح انھوں نے خلافتِ عثمانیہ کو ختم کرنے کے لیے اسلام دشمنوں کی مدد حاصل کی تھی، اسی طرح ان کو خوف ہے کہ آج اسلام دشمنوں کے خلاف ہم کوئی فیصلہ لیں گے تو کہیں کوئی دوسرا اسلام دشمنوں کی مدد حاصل کر کے ہمارے تخت و تاج اور عشرت کدوں کو ختم نہ کر دے۔ بریں بنا ایسے خائن و خائف ممبران پر جب تک او آئی سی مشتمل ہے، اُس وقت تک او آئی سی اسلام یا مسلمانوں کے حق میں کسی بھی اسلام دشمن ملک کے خلاف کوئی عملی اقدام کرنے کے بجائے اسرائیل و دیگر اسلام دشمنوں کی معاونت کا ذریعہ بنا رہے گا۔ گویا یہ بھی اسلام و مسلمانوں اور مسجد اقصیٰ و فلسطین کے لیے ایک خطرہ ہی ہے۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے وظائف و مراعات دے کر بھارت کے نوابوں اور رَجواڑوں کو حکومت سے بے دخل کر کے بھارت کی بے شمار ریاستوں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر دیا تھا۔ ضرورت ہے سردار ولبھ بھائی پٹیل کی طرح کوئی بندہ کھڑا ہو یا کھڑا کیا جائے جس کے ذریعہ ممالک اسلامیہ کے سربراہان کو وظائف دے کر معطل کر دیا جائے اور شریعۃ کو قانونی بالادستی کے ساتھ انتخابات کے ذریعہ دوسرے دیندار و صلاحیت مند افراد کو سلاطین کی جگہ پر مقرر کر کے تمام ممالک عربیہ کو ایک وفاق (Federation) کے تحت منظّم کر دیا جائے۔ ایسا ممکن نہ ہو تو ممالک عربیہ میں مسلم ناموں سے موجود اسرائیلی اور یورپی بٹیروں کو ختم کرنے کے لیے عام مسلمان اپنے طور پر اقدام کر کے تمام ریاستوں کو ایک مرکز سے جوڑنے کی سعی کریں۔ ورنہ اپنی موجودہ حالت میں او آئی سی اور موجودہ حکمرانوں میں اکثر ممبران کے ذریعہ اسرائیل کو ہی تقویت ملتی رہے گی۔

معاہدہ غزہ اریحا اولاً اور الفتح کا خطرہ

یاسر عرفات فلسطین کے نمائندہ کی حیثیت سے معروف رہے ہیں، اور الفتح بھی فلسطین کی ہی ایک پولیٹکل پارٹی کی حیثیت سے متعارف ہوکر اپنی خدمات وکاوشات پیش کرتی رہی ہے۔ عالم اسلام کو اس پارٹی اور یاسر عرفات سے بھی امیدیں وابستہ تھیں۔لیکن بعد میں ان کے کردار وعمل سے عالمِ اسلام کی امیدیں غلط ثابت ہوئیں۔ یاسر عرفات فلسطین کو ایک اسلامی مرکز اور عالم اسلامی کے ساتھ اسلام کی بنیاد پر معاونت کے بجائے قومیت، زمین کا ٹکڑا، مکان، رہائش، سامان حیات کے لیے دنیا بھر سے روابط قائم فرماتے رہے۔اس لحاظ سے ان کے زیادہ و بہتر معاون اسرائیل، امریکہ یا دیگر یورپی ممالک ہو سکتے تھے۔ کیونکہ کاروباری لحاظ سے وہ ممالک بہتر ہیں۔لیکن وہ ممالک اسرائیل جیسے فاتح ملک کو نظر انداز کر کے ایک شکست خورہ اور اجڑی ریاست کے ساتھ کیوں کاروباری مرافقت اختیار کریں گے؟ غیر اسلامی نظریات کی بنا پر یاسر عرفات اور ان کے ساتھیوں نے (شعوری، یا غیر شعوری طور پر) عالم اسلام کو فلسطین سے کاٹنے کی کوشش کی تو دوسری طرف مادی لحاظ سے تہی دامن ہونے کی وجہ سے غیر اسلامی ممالک کے سامنے کاسہ گدائی پھیلانے کے علاوہ فلسطین کو کسی لائق نہیں چھوڑا۔

یاسر عرفات کی اس کوتاہی ونادانی بلکہ (شعوری غیر شعوری طور پر) اسرائیل نوازی کو مولانا نور عالم خلیل امینی کی درج ذیل تحریر سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔جسے انھوں نے ’’غزہ و اریحا معاہدہ اولاً‘ ‘پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

’’یاسر عرفات کے گروپ کے لوگ (جو قولاً وعملاً سیکولرزم، اشتمالیت اور قومیت پسندوں کے ہم نوا ہیں، اور جنھیں اسلام پسندوں سے ازلی دشمنی ہے اور جن کا مقصد قضیۂ فلسطین کو محض ایک فلسطینی، غیر اسلامی اور غیر عربی اور زمین، رہائش گاہ اور مکان کا قضیہ بنا ڈالنا اور اس کو ایسے دینی، عقائدی اور اسلامی سرزمین کے قضیے کی حیثیت سے عاری کر دینا ہے، جس سے دست بردار ہونا، یا اس سلسلے میں یہودیوں کے ساتھ مصالحت اور سودے بازی کرنا ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے بھی جائز نہیں ہے۔) مسلسل صہیونیوں کے ساتھ مضبوط خفیہ تعلقات قائم کرنے اور ان کے ساتھ رابطے اور میٹنگیں کرنے میں جٹے رہے ہیں......قضیہ فلسطین میں آنے والے نشیب وفراز کا بہ غور جائزہ لینے ولا انسان

یہ جانتا ہے کہ مصری صدر انور سادات ۱۹۷۷ء میں مقبوضہ بیت المقدس کا دورہ کر کے ناز ونخرے میں پلے اسرائیل سے عشق کے رسوا کن جرم کا ارتکاب کرنے والا پہلا شخص نہ تھا۔اسی دورے کے نتیجے میں ۱۹۷۹ء میں کیمپ ڈیوڈ میں صہیونیوں کے ساتھ مصر کا غدارانہ معاہدہ ہوا تھا۔ جسے اس وقت عالمی پریس نے 'منفرد معاہدہ' کا نام دیا تھا؛ بلکہ درحقیقت یہودیوں کی بددیانتی پر مبنی بہت سی ملاقاتیں، ناجائز روابط اور بدنام زمانہ میٹنگیں ہوتی رہی ہیں۔جن میں ایک لمبے عرصے سے اردن، مغرب، لبنان، مصراور فلسطینی خفیہ یا علی الاعلان شریک رہے ہیں۔

لیکن یاسرعرفات اوراُن کے رفقاء نے یہودیوں کے ساتھ جو ڈھیر سارے ابہام آمیز، سوالیہ نشانات والے اور حقیقی خطروں، بزدلی، شکست خوردگی، اور ذلت و بے شرمی کے عناصر سے مرکب معاہدہ 'غـزّہ / اِریحـا اَوَّلاً' پر دستخط کیے ہیں۔وہ ہر خیال اور تخمینے سے بالاتر ہے۔...اس معاہدہ کی وجہ سے اُس بدباطن اور ناپاک پودے (یعنی اسرائیلی پودے) کی تمام آرزوئیں اِس طرح خوب صورتی سے برآئیں ہیں کہ جس کا اس نے خواب بھی نہیں دیکھا تھا؛ اس لیے کہ اس معاہدے کا مطلب درج ذیل تھا:

۱۔صہیونیوں نے معاہدے کے خفیہ ضمیمے کے مطابق، مذکورہ مشتبہ معاہدے کی وساطت سے، عرفات اور ان کی جماعت کے لوگوں کو، امن معاہدے کی مخالف، فلسطین کی آزادی اور اس کے لیے جہاد کا نعرہ لگانے والی فلسطین کی مسلم جماعتوں سے ٹکراؤ کی پوزیشن میں لا کھڑا کر دیا۔..اس معاہدے کے مخالف؛ فلسطین کی مذہبی اور غیر مذہبی جماعتوں کی فہرست اور نام و پتے اسرائیل کو سپرد کرنے کی ذمہ داری لے لی۔ نیز اسرائیل کی تباہی اور اس کے شہریوں کے قتل کا ارادہ رکھنے والی کسی بھی اپوزیشن فلسطینی سیاسی یا فوجی مہم کے صفایا کے لیے سرگرم عمل رہنے کا وعدہ کیا ہے۔...اس طرح اسرائیل نے اپنے دفاع کا جُوا عرفات اور ان کے رفقاء کے کندھوں پر ڈال دیا ہے۔انھیں اسرائیل نے اپنے مفادات کی نگرانی کرنے والا فرماں بردار ملازم بنالیا۔اور اپنے ہی بھائیوں کے ساتھ خون خرابہ اور تصادم کی پوزیشن میں ڈال دیا ہے۔...

۲۔پھر صہیونیوں نے سیاسی تعاون سے متعلق خفیہ ضمیمے میں یہ شرط لگائی ہے کہ انھیں کسی بھی وقت جب ضرورت محسوس ہوگی کسی بھی اسرائیلی فلسطینی معاہدے پر عمل نہ کرنے کا حق ہوگا۔خصوصاً جب صہیونیوں کو یہ اندازہ ہو کہ ریاستِ اسرائیل کا سیاسی اور سلامتی مفاد اِن معاہدوں سے متصادم ہے۔...(یہودی۔اشرف) جب چاہیں ان معاہدوں کو بے معنی بنا سکتے ہیں۔....

۳۔ بددیانتی پر مبنی اس معاہدے کے خفیہ ضمیمے میں صہیونیوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ ان کو بالفعل فلسطینی سفارت خانوں کو ختم کرنے کا حق ہوگا۔ اور اگر فلسطینی مقتدرہ چاہے تو اسرائیلی سفارت خانوں میں اُن فلسطینیوں کو ملازمت دی جاسکتی ہے، جو خودمختار حکومت کے خطوں میں فلسطینی امور کے نظم ونسق کی ذمہ داری سنبھالیں گے۔۔۔۔۔اسرائیل کی شرطوں کے مطابق مستقبل میں اِس (فلسطین۔اشرف) حکومت کا کوئی مستقل سیاسی وزن نہ رہے ہوگا؛ اس لیے کہ اس کو نہ تو کوئی مستقل سیاسی حکومت بنانے کا حق حاصل ہے اور نہ نقدی یا پاسپورٹ جاری کرنے کا اختیار ہوگا۔۔۔۔۔

۴۔ سیکورٹی تعاون کے حوالے سے اُس خفیہ ضمیمے میں دوٹوک انداز میں اسرائیل کی یہ شرط مذکور ہے کہ اسرائیل کی بیخ کنی پر آمادہ تمام فلسطینی تحریکات اور تنظیموں کو موت کی نیند سلا دینے کی ذمہ داری بھی تنظیم آزادی فلسطین یا عبوری خودمختار حکومت کے کاندھوں پر رہے گی؛ نیز اس نے مذکورہ تنظیم کو، کوئی بھی تحریک، یا تنظیم، یا کسی قسم کی پارٹی کی تاسیس کے حق سے محروم بھی کر دیا ہے۔۔۔۔۔

۵۔۔۔۔صہیونیوں نے خودمختار حکومت والے خطوں کی اقتصادیات کو اسرائیلی فیصلے کے زیر کنٹرول رکھا ہے۔ چونکہ انھوں نے یہ صاف اور برملا کہہ دیا ہے کہ خود مختار حکومت کا بجٹ، اسرائیلی بجٹ کا ایک حصہ رہے گا۔ اِس (فلسطین، اشرف) حکومت کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ دوسرا یا غیر سرکاری مالی تعاون حاصل کرے، ہاں اگر وہ اسرائیلی حکومت کو اس سے آگاہ کرے اور اُس کو اعتماد میں لے تو اسے تعاون قبول کرنے کی اجازت ہوگی۔ نیز تعاون والی رقم، اسرائیل کے عام بجٹ کے اکاونٹ میں جمع کرنی ہوگی۔۔۔۔۔

۶۔ ان ساری باتوں سے زیادہ پُرخطر یہ بات ہے کہ اگر کسی عربی ملک کے ساتھ اسرائیل کی فوجی، یا سیاسی، یا ابلاغی دشمنی پیدا ہو جائے -خواہ اس عربی ملک اور اسرائیل کے مابین دستخط شدہ امن معاہدہ ہو یا نہ ہو- تو ایسی حالت میں اُس دشمنی کی بنا پر معاملات میں دخل اندازی یا اسرائیل کی مخالفت کا حق خودمختار فلسطینی حکومت کو حاصل نہ ہوگا، جب کہ دوسری طرف سے اسرائیلی فوج کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ پڑوسی عربی خطوں میں تعینات ہو کر امن وسلامتی کے تحفظ کا فریضہ انجام دے سکے۔ اُسے فلسطین کی عبوری حکومت کو اس کی اطلاع دینے کی بھی چنداں ضرورت نہ ہوگی۔۔۔۔۔۔۔

۷۔ نیز اسرائیل کو یہ بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ خودمختار (فلسطینی۔اشرف) حکومت کے کام کاج پر گہری نظر رکھے اور اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے اسرائیلی مبصرین متعین کرے۔ اسی طرح اس کو اور اس کی امن مشنری کو، خودمختار حکومت کے خطوں میں متعین ہونے والے اور اسرائیلی حکومت کو، وہ جس وقت چاہے گی، مطلوب فلسطینی یا اسرائیلی

شر پسند عناصر کی دھڑ پکڑ کا حق ہوگا؛ چونکہ ان کارروائیوں کو مخفی رکھنے کی گارنٹی لی گئی ہے؛ اس لیے اسرائیل کو، خود مختار حکومت کو، اِن جیسی اہم کارروائیوں سے آگاہ کرنے کی اُسی وقت ضرورت ہوگی جب وہ کارروائیوں سے فارغ ہو چکا ہوگا۔....

(ملخصا از: فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں، ۲۳۹ تا ۲۴۷، مولانا نور عالم خلیل امینی)

فلسطین کی نمائندگی کے نام پر مسلمانوں اور عالم اسلام کی ہمدریاں بٹورنے والوں نے اس خفیہ معاہدے کے ضمیمے اور مشمولات میں فلسلطین کے لیے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا ہے۔ بلکہ اس معاہدہ کے ذریعہ یاسر عرفات اوران کے رفقاء کو اسرائیل نے اپنا دل و ماغ اور آنکھ وکان بنا کر اسرائیل کی توسیع وترقی اور استحکام کے لیے کام کرنے کی ذمہ داری سونپ دی ہے ۔

الفتح جو اپنے پلیٹ فارم اور ٹائٹل نیم کے ذریعہ فلسطین، مسجد اقصی اور فلسطینی مسلمانوں کی نمائندگی کا مدعی ہے۔ لیکن بعد میں واضح ہوگیا ہے کہ یہ تنظیم اسلام کے بجائے قومیت، جغرافیائی مفادات، مکان، رہائش، زندگی اور زندگی کی آسائش کے لیے اسرائیل سے معاونت کر رہی ہے۔ اور فلسطین میں جو بھی ادارے، تنظیمیں اور افراد مسجد اقصی، فلسطین کی اسلامی شعائر وآثار کی حفاظت وصانیت کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ رکھتے ہیں، انھیں الفتح کچلنے کے کام پر مامور ہے۔ اُس وقت دنیا کے سامنے اِس کا یہ مکروہ چہرہ بے نقاب ہوگیا، جب مسجد اقصی کی بازیابی، اسلامی فلسطین کی آزادی کے لیے کام کرنے والی تنظیم حماس نے انتخابات میں اکثریت سے کامیابی حاصل کی تو حماس کو کرسیِ اقتدار سے دور رکھنے کے لیے اسرائیل اور اس کے ناجائز پدر امریکہ سمیت یورپی ممالک ہر قسم کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ اور اپنی غیر منصفانہ کوششوں کے ذریعہ جب حماس کو فلسطین میں حکومت سازی سے نہیں روک سکے تو فلسطین میں انتخاب میں شکست خوردہ لیکن اسرائیل کی وفادار وفدا کار پارٹی الفتح کو فلسطین میں حماس کے متوازی دوسری حکومت کی شکل میں کھڑی کر دیا۔ فتح اور اس کے موجود سربراہ محمود عباس صاحب کی مسجد اقصی کی خدمات یہ رہی ہے کہ مسجد اقصی کے حفاظت کے لیے جو بچے، بوڑھے اور جوان کوششیں کر رہے ہیں، انھیں بڑی مستعدی کے ساتھ کچلنے میں مصروف ہیں۔

”صہیونیت کی چھتری تلے پرورش پانے والے عجمی النسل سابق فلسطینی وزیر اعظم کو ایک نکاتی ایجنڈا سونپا گیا ہے، یعنی فلسطین کی اسلامی جہادی تحریکوں حماس، الجہاد الاسلامی اور الفتح کے خلاف ہر سطح پر ایسے اقدامات کرنا کہ یہ عوام کی اخلاقی حمایت سے محروم ہو جائیں، ان کا زور ٹوٹ جائے۔ یہود و ہنود کو دنیا کی زندگی سے حریصانہ محبت ہے اس لیے وہ مسلمانوں کے جذبۂ شہادت سے از حد خائف رہتے ہیں۔ کیونکہ تمام بدنظمی، بے سروسامانی اور پسماندگی کے باوجود بھی

ایک چیز ہے جس نے مسلمانوں کو سر اٹھا کر زندہ رہنے کا بہانہ فراہم کر رکھا ہے۔....اگر فلسطینی جانباز صہیونی منصوبوں کو اپنے جسموں کی قربانی سے سبوتاژ نہ کرتے تو آج بیت المقدس کی جگہ ہیکل سلیمانی کی بنیادیں رکھی جا چکی ہوتیں۔.....عین ان دنوں جب ابو جہاد اور ابو عباد جیسی نابغۂ روزگار فلسطینی جہادی قیادت کو اسرائیلی ایجنٹ چُن چُن کر شہید کر رہے تھے۔ محمود عباس پیرس اور روم کے شاندار محل نما بنگلوں میں دادِ عیش دے رہا تھا۔.... یہودی سرمایے سے حاصل ہونے والی عیاشیوں کا حق اس نے جہادی تحریکوں کی حوصلہ شکنی اور مجاہدین کے مورال گرانے کی ہر ممکن کوشش کے ذریعہ ادا کیا ہے۔''

(اقصی کے آنسو ۱۷۱ر۲۰۷ ر۱، ایک فلسطین کا عاشق، الاقصی پبلیشر، تیسرا ایڈیشن ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء)

اس کے علاوہ اسرائیل کی ناجائز تعمیرات کے ذریعہ فلسطین میں آباد مسلمانوں کی گھیرا بندی اور اُجاڑ پچھاڑ میں بھی خاموش رہ کر محمود عباس اسرائیل کی بھرپور مدد فرماتے ہیں۔ان سب کے باوجود وہ فلسطینی مسلمانوں کے قائد و نمائندہ بھی ہیں۔ایسی قیادتوں سے بڑھ کر شاید دوسرا کوئی خطرہ مسجد اقصی کو نہیں ہوسکتا ہے۔

ایران کا مشکوک کردار

ایران اسرائیل کے خلاف برابر بیانات دیتا رہتا ہے، جس سے عالم اسلام کو محسوس ہوتا ہے کہ ایران عالم اسلام کے لیے اسرائیل کے خلاف کوئی حوصلہ بخش کارنامہ انجام دینے کے لیے فکرمند ہے۔ لیکن اسرائیل کے تعلق سے اس کا کردار عرب حکمرانوں سے کم مشکوک نہیں ہے۔ پال فنڈلے (سابق ممبر آف پارلیامنٹ امریکہ) نے اسرائیل اور ایران کے تعلقات پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۱۹۷۹ء میں آیت اللہ روح اللہ خمینی کے برسر اقتدار آ جانے کے بعد بھی اسرائیل کے تعلقات ایران سے جاری رہے۔ گو خمینی کی صہیونی پالیسی کے باعث ان تعلقات میں کچھ سرد مہری آ گئی لیکن اسرائیل پھر بھی ایران کو اسلحہ دیتا رہا۔ اس میں شک نہیں کہ اسرائیل واشنگٹن کی آشرواد سے ایسا کرتا رہا۔۔(امریکہ کی۔اشرف) نئی آنے والی ریگن انتظامیہ نے بھی (اسرائیل کی طرف سے ایران کو ہتھیار کی سپلائی پر وقتی پابندی کے باوجود) اسرائیل نے ریگن کے اقتدار کے دوران ایران کو وسیع پیمانے پر ہتھیاروں کی فراہمی جاری رکھی۔''

ایران؛ واسرائیل کے تعلقات کی وجوہات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے پال فنڈلے مزید لکھتے ہیں:

''ان میں سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ ایران ایک عرصہ سے اسرائیل کی 'محیطی حکمت عملی' میں کلیدی کردار کا حامل ہے۔ یہ اسرائیل کی وہ حکمت عملی تھی، جو اس نے ۱۹۴۰ء کی دہائی کے اخیر اور ۱۹۵۰ء کی دہائی کے آغاز میں وضع کی تھی، اور جس کا مقصد عرب قوموں کا مقابلہ کرنے کے لیے عرب مشرق وسطی کے کنارے واقع غیر عرب اقوام کے ساتھ دوستانہ روابط بڑھانا اور علاقے میں اقلیتی گروپوں سے تعلقات قائم کرنا تھا۔۔۔ یہ اسی حکمت عملی کا ثمر تھا کہ اسرائیل کو واقعاتی حقیقت کے طور پر تسلیم کرنے والا اولین مسلم ملک ایران تھا۔۔۔۔اسرائیل کے ایران کے ساتھ دوستانہ روابط کا خصوصی مقصد عراق کو کمزور رکھنا اور اس کی توجہ عرب/ اسرائیل مناقشے سے ہٹائے رکھنا تھا۔۔۔؛ عالمی سیاست کے قوانین سچے ہیں، جو بھی تہران میں حکمرانی کرے گا، اُسے چار و نا چار یروشلم میں حکمرانی کرنے والے کا اتحادی بننا ہی پڑے گا۔''

(Deliberate Deceptions، کا اردو ترجمہ: اسرائیل کی دیدہ و دانستہ فریب کاریاں، صفحات ۱۶۰/ تا ۱۶۲/ پال فنڈلے/ مترجم: سعید رومی)

امریکہ اور وہاں قائم یہودی تنظیمیں

انتہائی خلوص بلکہ فدا کاری کے ساتھ ارض حرم پر خادم الحرمین شریفین لقب سے ملقب سعودی حکمراں رُبع صدی سے امریکہ کی میزبانی فرمارہے ہیں۔لیکن امریکہ کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی شعبوں میں جس طرح موساد (اسرائیل کی تنظیم) کا اثر ونفوذ ہے اُس کو دیکھتے ہوئے عرب، اسلام، مسجد اقصی، فلسطین کے مفادات کو نقصان کے بجائے امریکہ سے کسی خیر کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔اس وقت امریکہ میں ۵۲/سے بھی زائد صہیونی تنظیمیں ہیں، جن کا مقصد صرف اور صرف اسرائیل اور اسرائیلی مفادات کا تحفظ کرنا اور اسرائیل واسرائیلی مفادات کی حفاظت اور اسرائیلی عزائم ومنصوبوں کی تکمیل کے لیے امریکہ کو مجبور کرنا ہے۔امریکہ میں قائم صہیونیوں کی ۵۲/تنظیموں کے نام حسب ذیل ہیں:

1. AMEINU
2. AMERICAN FRIENDS OF LIKUD
3. AMERICAN GATHERING.
4. AMERICAN ISREAL FRIENSHIP LEAGEU.
5. AMERICAN ISREAL PUBLIC AFFAIR COMMITE.
6. AMERICAN JEWISH COMMITE.
7. AMERICAN JEWISH COGRESS.
8. AMERICAN JEWISH JOINT DISTRIBUTION COMMITE.
9. AMERICAN SEPHARDIFEDEARTION.
10. AMERICAN ZIONIST MOVEMENT.
11. AMERICAN FOR PEACE NOW.
12. AMIT.
13. ANTI-DEFAMATION LEAGUE.

14. ASSOCIATION OF REFORMS ZIONIST OF AMERICA.

15.B,NAIB,RITH INTERNATIONAL.

16.BNAIZION.

17. CENTERAL CONFERENCE OF AMERICAN RABBIS.

18. EMUNAH OF AMERICA.

19. COMMITE FOR ACCURACY IN MIDDLE- EAST REPORTING IN AMERICA.

20. DEVELOPMENT CORPORATION FOR ASREAL.

21. FRIENDS OF ISREAL FORCE.

22. WOMEN,S ZIONIST ORGANIZATION OFAMERICA.

23.HEBREW IMMIGRATION AID SOCIETY.

24.THE FOUNDATION FOR JEWISH CAMPUS LIFE.

25. JEWISH COMMUTY CENTERAL ASSOCIATION.

26. THE JEWISH COUNCIL FOR PUBLIC AFFAIS.

27. THE JEWISH FEDERATION OF NORTH AMERICA.

28. JEWISH INSTITUTE NATIONAL SECURITY AFFAIRS.

29.JEWISH LABOUR COMMITE.

30.JEWISH NATIONAL FUND.

31.JEWISH WAR VETERANS OF THE USA.

32.JEWISH RECONSTRUCTION FEDRETION.

33.JEWISH WOMEN INTERNATIONAL.

34. ZIONIST ORGANIZATION OF CONSERVATIVE MOVEMENT.

35.NA,AMTEUSA.

36.ADOCATES ON THE BEHALF OF JEWISH IN RUSSIA, UKRINE, THE BALTIC STATES AND EURASIA.

37. NATIONAL CUONCIL OF JEWISH WOMEN.

38. NATIONAL COUNCIL OF YOUNG ISRAEL.

39. ORTA AMERICA.

40. RABBINAL ASSEMBLY.

41. RABBINAL CUONCIL OF AMERICA.

42.RELIGIOUS ZIONIST OF AMERICA.

43.UNION FOR REFORM JUDAISM.

44. UNION OF OTHODOX JEWISH CONGREGATION OF AMERICA.

45.UNITED SYNAGOGUE OF CONSEVATIVE JUDAISM.

46.WIZO.

47.WOMEN,S LEAGUE FOR CONSERVATIVE JUDAISM.

48.WOMEN OF RFORM JUDAISM.

49.WORKMEN,S CIRCLE.

50.WORLD ORT.

51. WORLD ZIONIST EXECUTIVE,USA.

52.ZIONIST ORGANIZATION OF AMERICA.

یہ صہیونی تنظیمیں امریکہ میں سرگرم عمل ہیں۔جن کا مقصد اسرائیل کے حوالے سے امریکہ کو دبائے رکھنا ہے۔امریکہ میں صدارتی الیکشن ہوں یا پھر کانگریس کو کوئی بل پاس کروانا مقصود ہو،اس کے لیے اِن صہیونی تنظیموں کی رضامندی لازمی ہے۔ (ملخصا از: فلسطین میں موساد کی دہشت گردی،صفحات ۲۵/تا ۲۹/صبا ممتاز نور)

واشنگٹن مخفف ناموں کے لیے شہرت رکھتا ہے،اور کانگریس میں "AIPAC" سب سے زیادہ مشہور ہے۔اس کا ذکر ان لوگوں کو چونکا دینے اور متوجہ کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے جو کہ کیپٹل ہل پر مشرق وسطی کی پالیسی سے تعلق رکھتے

ہیں ۔ "AIPAC" امریکن اسرائیل پبلک افیئر کمیٹی، واشنگٹن میں اہم ترین لابی ہے۔امریکہ میں اس لابی کے اثر ونفوذ کے بارے میں پال فنڈلے اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''١٩٦٧ء میں جب کہ میں چوتھی مرتبہ منتخب ہوکر کانگریس کا ممبر بنا تو مجھے ''ہاؤس فارن افیئر ز کمیٹی'' میں نامزد کیا گیا ۔اس وقت میں نے اس کا نام بھی نہ سنا تھا ایک دن میں نے کمیٹی روم میں ذاتی گفتگو کے دوران اسرائیل کے شام پر حملہ کرنے کو نا مناسب کہا۔ ایک سینئر ریپبلکن... مشی گن کے ولیم -بروم فیلڈ نے مسکراتے ہوئے مجھے کہا: 'ذرا "AIPAC " کے Si Kenan تک تمہاری اس رائے کی خبر پہونچنے دو پھر دیکھنا' ،اس کا اشارہ I.L.Kenan کی طرف تھا جو کہ "AIPAC" کا ایگزیکٹوڈائریکٹر تھا۔ میں اس کے نام سے بھی اتنا نا آشنا تھا جتنا اس تنظیم کے نام سے جس کا وہ سربراہ تھا۔ بعد میں ثابت ہوا کہ بروم فیلڈ ہنسی مذاق نہیں کر رہا تھا۔ "AIPAC" کو اس ذاتی گفتگو کی بھنک بھی پہونچ جاتی تھی، جو کہ ایک کانگریس ممبر مشرق وسطی پالیسی کے بارے میں کرے۔(امریکہ میں۔اشرف) اسرائیل پرنکتہ چینی کرنے والے سیاسی خطرات کی دعوت دیتے ہیں۔''

(They Dare to Speak Out پال فنڈلے، سابق ممبر آف پارلیامنٹ واشنگٹن، اردو ترجمہ شکنجۂ یہود، ص ۵۱ مترجم سعید رومی)

یہ ادارہ امریکی مقنّنہ اور میڈیا میں انتہائی گہرا اثر ونفوذ رکھتا ہے۔اور بڑی سرعت رفتاری کے ساتھ اپنے اہداف کو حاصل کرتا ہے۔مقنّنہ میں اپنے اہداف تک کس طرح پہونچتا ہے۔ پال فنڈلے کی زبانی سمجھیں:

''Action Alert' کے ذریعے ایک ہزار سے زائد یہودی لیڈروں کو امریکہ کے طول وعرض میں حالات حاضرہ سے مطلع رکھا جاتا ہے۔Alert موصول ہونے کا مطلب عموماً کیپٹل ہل پر کسی متوقع قانون سازی کے چیلنج کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ مقصد فون کال کرکے، تار دے کر یا بشرط ضرورت ذاتی ملاقات کرکے ناموافق کانگریس ممبر کو قائل کرکے حاصل کرنا ہوتا ہے۔اس نیٹ ورک (جال) کا اثر بیحد سرعت انگیز ہوتا ہے۔ایک روز میں نے اپنے خارجہ معاملات کمیٹی کے ساتھی کو کانا پھوسی کرکے بتلایا کہ میں شاید زیرغور بل میں اسرائیل کی مدد کم کرنے کی ترمیم پیش کروں۔٣٠ منٹ کے اندر اندر دو عدد کانگریس ممبران متوحش چہروں کے ساتھ میرے پاس آئے کہ انھیں اپنے حلقہ ہائے انتخاب سے شہریوں کے فون کال موصول ہوئے ہیں۔وہ میری مجوزہ ترمیم کے بارے میں تشویش کا شکار ہیں۔''

(They Dare to Speak Out پال فنڈلے، سابق ممبر آف پارلیامنٹ واشنگٹن، اردو ترجمہ شکنجۂ یہود، ص ٦٦ مترجم سعید رومی)

اپنی دوسری تصنیف میں پال فنڈلے امریکہ میں "AIPAC" کے اثر ونفوذ کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’...ایک آزاد صحافی ایرک آلٹرامین بھی "AIPAC" کا معائنہ کرنے کے بعد اسی نتیجہ پر پہونچا۔ بقول اس کے:’
اس میں کچھ شک نہیں حالیہ امریکی تاریخ میں "AIPAC" سے زیادہ طاقت رکھنے والی اور کوئی نسلی لابی نہیں ابھری۔ یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ یہ درحقیقت واشنگٹن میں قائم شدہ ہر قسم کی لابی سے زیادہ طاقتور ہے۔.. "AIPAC" کا اثر ونفوذ صرف دارالحکومت میں ہی منحصر نہیں بلکہ وائٹ ہاؤس، پینٹا گون، اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ،، وزارت خزانہ اوران سب کے مابین واقع بہت سی دیگر عمارتوں میں بھی عیاں ہے۔‘‘

(Deliberate Deceptions، کا اردو ترجمہ: اسرائیل کی دیدہ ودانستہ فریب کاریاں، صفحات ۱۱۶ر پال فنڈلے رمترجم: سعید رومی)

امریکہ پر اسرائیل اور موساد کی اس قدر شدید گرفت کی وجہ سے امریکہ فلسطین، مسجد اقصی، عالم اسلام، عرب حکمرانوں کے دینی امتیازات وتشخصات کے خلاف اسرائیلی مفادات کے لیے ہر وہ کام کرتا ہے اور کرتا رہے گا، جو اسرائیل چاہتا ہے۔ کیونکہ اسرائیل کی تنظیمیں امریکہ کی آنکھ، کان، ناک اور دل دماغ بنی ہوئی ہیں۔ امریکہ میں اس قدر صہیونی تنظیموں کی موجودگی کی بنا پر اگر اسرائیل اپنے مفادات کے لیے امریکہ سے کوئی بات نہ بھی کرے تو بھی یہ تنظیمیں امریکہ کے منہ میں اپنی زبان ڈال کر، امریکہ کے ہاتھوں میں اپنا قلم تھما کر اسرائیل کے حق میں امریکہ سے کوئی بھی فرمان بولوا اور لکھوا سکتی ہیں۔ اور ایسا ہوتا رہا ہے۔ اس لیے فلسطین، مسجد اقصی، اسلام اور عالم اسلام کے لیے امریکہ بھی ایک بڑا خطرہ ہے۔

موساد کا خطرہ

موساد کا قیام یکم اپریل ۱۹۵۱ء کو ہوا۔ جسے اسرائیل کے وزیرِاعظم ڈیوڈ بین گورین نے بنایا تھا۔ جن کا کہنا تھا کہ اس تنظیم کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ: ''ہمیں معلوم ہو سکے کہ اسرائیل کے اردگرد کیا ہو رہا ہے۔''

موساد کو سب سے زیادہ پُراسرار اور خفیہ انٹیلی جنس کہا جاتا ہے۔ یہ عبرانی زبان کی ایک عبارت کا مخفف ہے:

The institiute for intellgence and special assignment.

اسرائیل نے مختلف جاسوسی اداروں کا جال پھیلا رکھا ہے۔ اسرائیل جیسی چھوٹی ریاست کی دفاعی صلاحیت کا انحصار اپنی جدید ترین ایئر فورس، نیوی، اور آرٹلری پر ہے۔ اسی کے ساتھ یورپی ممالک اور خاص کر امریکہ اس کی پشت پر کھڑے ہیں۔ امریکہ نے اسے ایٹمی طاقت دے کر اتنا قوی کر دیا ہے کہ وہ صرف اپنا دفاع ہی نہیں کر سکتا ہے، بلکہ عربوں کو للکار بھی سکتا ہے۔ یہ امریکہ کی دی ہوئی للکار ہی ہے کہ اسرائیل عربوں کو ناکوں چنے چبوا رہا ہے۔ ان سب سے بھی زیادہ اسرائیل کا انحصار اپنی انٹیلی جنس موساد پر ہے۔ اس کے لیے خطیر رقم اسرائیلی حکومت مختص کرتی ہے۔ یہ اتنی خفیہ ایجنسی ہے کہ اس کے بارے میں کوئی اہلکار زبان نہیں کھولتا ہے۔ اور نہ اس کا نام لیا جاتا ہے۔ موساد کا ماٹو ہے:

By way of deception thou shalt do war.

اسرائیل نے اپنے ناجائز وجود کو برقرار رکھنے اور اپنے مخالفین کو راستے سے ہٹانے کے لیے موساد یعنی اسرائیلی سیکریٹ سروس ایجنسی کا جال پوری دنیا میں پھیلا رکھا ہے۔ مشرق وسطی تو خاص کر اس کا گڑھ ہے۔ موساد نے اپنے ظلم وستم کی ایسی ایسی داستانیں رقم کی ہیں جو شکل سے مہذب نظر آنے والے صہیونیوں کی مکروہ شخصیات کو ہمارے سامنے لانے کے لیے کافی ہیں۔ دِمشق میں حزب اللہ کے سیکورٹی چیف عماد مغنیہ کو اسی نے موت کی نیند سلایا۔ اخوان المسلمین کے حسن الصباح سے لے کر یاسر عرفات تک اور حماس کے سالار شیخ احمد یاسین سے لے کر لبنان کے سابق وزیرِاعظم رفیق الحریری سمیت سینکڑوں افراد کی ہلاکت وخون موساد کی ہاتھوں ہوا۔ اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کے ایجنٹ اپنے دشمنوں کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ایجنٹ جاسوس چہار اطراف پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ اپنے ملک کو نہ صرف اطلاعات اور خفیہ معلومات مہیا کرتے ہیں، بلکہ یہ اسرائیل مخالف ملکوں میں عسکریت پسند گروہوں کی پشت پناہی بھی

کرتے ہیں ۔موساد براہ راست وزیراعظم کو جوابدہ ہوتی ہے۔اگرچہ اسرائیلی خفیہ ایجنسی میں خدمات انجام دینے والے افسروں اور ایجنٹوں کا تعلق محکمہٗ دفاع سے ہوتا ہے۔لیکن اس کے باوجود موساد کو ایک سول ادارے کا درجہ حاصل ہے۔اور اس کے کسی ایجنٹ کو''ملٹری رینک'' تفویض نہیں کیا گیا ہے۔موساد کا سب سے اہم وِنگ ''اسپیشل آپریشنز ڈویژن'' ہے۔ جسے عرف میں Metsada کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ میٹسا ڈا ونگ مختلف ریاستوں کو غیر مستحکم کرنے میں مہارت رکھتا ہے۔مٹسا ڈا کئی عرب رہنماؤں کے قتل کی سازش میں ملوث رہا ہے۔

بظاہر اسرائیلی مفادات کے لیے بنائی گئی یہ تنظیم اس وقت دنیا بھر میں دہشت گردی پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔اس تنظیم کے آٹھ ڈپارٹمنٹ ہیں:

ا۔کولیکشن ڈیپارٹمنٹ:اس کا سب سے بڑا شعبہ ہے۔جس کی ذمہ داری میں بیرون ممالک سرکاری دفاتر اور سفارتخانوں کی جاسوسی شامل ہے۔یہ شعبہ مختلف ڈیسکوں پر مشتمل ہے۔جس پر ایک جغرافیائی علاقے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں اسے کنٹرول کرتے ہیں۔

۲۔پولیٹکل ایکشن اینڈ لائسنس ڈیپارٹمنٹ:اس ڈیسک کے تحت موساد کے ایک اور شعبے کا کام غیر ملکی خفیہ سروس کے ساتھ دوستی اور سیاسی سرگرمیوں پر نظر رکھنا ہے اور ایسے ممالک جن کے اسرائیل کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں ہیں ان کے ساتھ میل ملاپ بڑھانا ہے تاکہ ان ممالک سے ان کے ایک مخصوص ایجنٹ مفید معلومات جمع کر سکیں۔

۳۔لیپ ڈیپارٹمنٹ: یہ نفسیاتی جنگ وجدل، پروپیگنڈہ اور دھوکہ دہی جیسے امور پر کام کرتا ہے۔

۴۔ریسرچ ڈیپارٹمنٹ: موساد کا ایک اور شعبہ ہے۔اس کی ذمہ داری میں روزانہ کی صورتحال کی رپورٹ، ہفتہ واری اور ماہانہ رپورٹیں تیار کرنا ہے۔یہ شعبہ ۱۵ رجغرافیائی سیکشنوں (ڈیسک) میں منقسم ہے۔جن میں امریکہ،کنیڈا،مغربی یورپ، لاطینی امریکہ، سابق سوویت یونین، چین، افریقہ، مراکو، الجیریا، تیونس، لیبیا،عراق، اردن، شام،سعودی عرب،متحدہ عرب امارت اور ایران شامل ہیں۔ایک نیوکلیئر ڈیسک بھی یہاں موجود ہے۔جس کا کام دنیا بھر کے نیوکلیائی ایشوز پر توجہ مبذول کرنا ہے۔

۵۔ٹکنالوجی ڈیپارٹمنٹ: اس کا کام جدید ٹکنالوجی- جو کہ موساد کے مختلف آپریشنز میں مددگار ثابت ہوسکتی ہو-کو حاصل کرنا ہے۔اپریل ۲۰۰۱ء میں موساد نے اخبار میں''مدد چاہیئے'' عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا تھا،جس میں الیکٹرونکس انجینئرس اور کمپیوٹر سائنسدان مانگے گئے تھے۔جو موساد کی ٹکنالوجی یونٹ کو چلا سکیں۔

۶۔ڈیتھ اسکوائڈ۔یہ اسرائیل مخالف بڑی وکلیدی شخصیات کے قتل پر مامور ہے۔موساد کا ڈیتھ اسکوائڈ نہایت تیزی اور پھرتی سے کارروائی کرتا ہے، بے شمار بڑی اور غیر معمولی شخصیات کی ہلاکتوں میں براہ راست موساد ملوث رہا ہے۔موساد کے ڈیتھ اسکوائڈ کی سب سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ امریکہ ہے۔جہاں ان پر کسی قسم کی فرد جرم نہیں عائد کی جاسکتی ہے۔

اس ادارہ کے اسپیشل ڈویژن میں موجود اراکین انتہائی حساس قتل کرنے،تباہی وبربادی کی تحریکیں چلانے، پیراملٹری اور نفسیاتی جنگ وجدل کے منصوبوں پر کام کرنے پر مامور کئے جاتے ہیں۔

(ملخصا از: فلسطین میں موساد کی دہشت گردی، صفحات ۷/تا۱۳/صبا ممتاز نور)

موساد جس انداز میں اسرائیل کے حق میں اور فلسطین وفلسطین کے خیر خواہوں کے خلاف کام کرتا ہے وہ فلسطین اور مسجد اقصی کے لیے کسی فوجی مہم سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

فلسطین کی اسلامی وجغرافیائی آثار میں ردوبدل

۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں جب سلطنت عثمانیہ کی جنگِ عظیم میں شکست کے بعد فلسطین پر عارضی طور پر برطانوی اقتدار قائم ہونے کو تھا، شہر قدس ایک ہی شہر تھا۔ جو چودھویں صدی سلطانِ عثمانی شاہ سلیمان قانونی (بن سلطان سلیم اول) ۹۰۰ھ مطابق ۱۴۹۵ء-۹۷۳ھ ۱۵۶۶ء) کی دسویں صدی ہجری کے وسط میں تعمیر کردہ فصیل سے گھرا ہوا تھا۔ جس میں شہر پناہ سے باہر کے چند محلے بھی شامل تھے۔ جو سلطنت عثمانیہ کے دور میں شمالی، مشرقی اور جنوبی سمتوں میں معرض وجود میں آئے تھے، لیکن برطانوی قبضے کے دوران یہودی نمائندوں نے بلدیاتی حدود سے چھیڑ چھاڑ کی: چنانچہ سمتِ مغرب میں، جدھر یہودیوں کی گھنیری آبادیاں تھیں، کئی کلومیٹر تک شہر کی سرحدیں بڑھادی گئیں، جب کہ سمتِ جنوب وسمتِ مشرق میں جدھر عربوں کی آبادیاں تھیں، صرف چند میٹروں تک ہی بلدیاتی خط کھینچا جاسکا، چنانچہ کئی بڑے بڑے عربی گاؤں، شہر کی حدود میں شمول کے استحقاق کے باوجود، سہولتوں سے محروم کرنے لیے، بلدیاتی دائرے میں نہیں آنے دیے گئے، ان مواضعات میں دیریاسین، سلوان، عیسویہ، مالحہ، بیت صفافا، شعفاط، لفتا، اور عین کارم شامل ہیں۔ اس ظالمانہ امتیازی عمل کی وجہ سے شہر قدس، ایک متحدہ عربی اور مسلمان شہر کے بجائے کئی شہر نظر آتا ہے۔

قدس قدیم:

یا قدس عتیق، جو سلیمان قانونی کی تعمیر کردہ شہر پناہ کے اندر ہے، اور جس کا رقبہ ۴ر۲۰ مربع کلومیٹر ہے، اور جو چار پہاڑوں (جبل موریہ، جبل صہیون، جبل آکرا اور جبل بزیتا) پہ واقع ہے۔ مسجد اقصیٰ قدیم شہر قدس کے جنوب مشرقی حصے میں جبل موریا پہ واقع ہے۔

قدسِ مشرقی:

یہ قدسِ قدیم ہی ہے۔ جس میں بیرون فصیل مسلمانوں کے بسائے ہوئے محلے شامل ہیں، جیسے حی الشیخ جراح، حی باب الساہرۃ، حی وادی الجوز۔ صہیونی ریاست کے قیام سے پہلے مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین کشیدگی کے بعد مشرقی قدس کی اصطلاح سامنے آئی تھی۔ کیونکہ مسلمان بڑی اکثریت کے ساتھ شہر کے مشرق میں اور یہودی غالب اکثریت کے ساتھ شہر کے مغربی حصے میں مرتکز ہو گئے تھے؛ لہذا مشرقی حصے کو قدس شرقی اور مغربی حصے کو

قدس غربی کہا جانے لگا۔

قدس غربی:

یہ نیا قدس شہر برطانوی اقتدار کے دور میں معرض وجود میں آیا تھا۔ یہاں دنیا کے مختلف خطوں سے آنے والے یہودی آ کر بستے رہے۔ یہ بُری طرح پھیلتا گیا، ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں اس کو برطانوی استعمار نے قدس کی بلدیاتی حدود میں شامل کر لیا تھا، چنانچہ قدس کا رقبہ ۱۹۰۰۰ مربع کلومیٹر ہو گیا تھا۔ یعنی پرانے قدس سے ۲۰/ گنا زیادہ۔

متحدہ قدس:

یہ یہودیوں کی ایجاد کردہ اصطلاح ہے۔ جس کو وہ دونوں حصوں مشرقی اور مغربی پر اِطلاق کرنے کے لیے بولا کرتے ہیں۔ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں شہر قدس عملی طور پر دو حصوں میں مشرقی عربی و مغربی یہودی میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ۲۸/ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ، ۷ جون ۱۹۶۷ء کو اسرائیل نے سارے قدس پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد سے ان کا اصرار رہا اور ہے کہ ''متحدہ قدس'' اسرائیل کا ابدی دار الحکومت ہے۔

گریٹر قدس:

یہ وہ وسیع تر قدس کا تصور ہے، جس کو برپا کرنے کے لیے صہیونی شہر کو یہودی شناخت دے کر اُس کی اِسلامی عربی پہچان کو ختم کرنے کے درپے ہیں، اُن کا ارادہ ہے کہ ''عظیم تر قدس'' میں یہودیوں کی ایسی بھاری اکثریت ہو جائے کہ مسلمان انتہائی چھوٹی سی اقلیت بن جائیں، اُن کا مقصد یہ بھی ہے کہ مسلم عربی محلوں کو یہودی آبادیوں سے اِس طرح گھیر دیا جائے اور بیرون فصیل واقع عربی محلوں سے علاحدہ کر دیا جائے کہ عربوں کے لیے شہر کے اندر رہنا دشوار تر؛ بلکہ خارج از امکان ہو جائے، اور بالآخر اُن کی اسلامی عربی شناخت تحلیل ہو جائے، یا از خود یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلے جائیں۔ (ملخصا از: فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں، ماخوذ، ۱۱۶/ و ۱۱۷/ مولانا نور عالم خلیل امینی)

اسرئیل کی طرف سے اس قسم کی زمینی تقسیم، تعمیرات اور آباد کاری کو امن کے راستے کی بڑی رکاوٹ قرار دیتے ہوئے پال فنڈلے لکھتے ہیں:

''فلسطین کی سرزمین پر مقبوضہ علاقے میں یہودی بستیاں قائم کی گئی ہیں وہ امن کی تلاش میں ایک بہت بڑی رکاوٹ

ہیں۔....۱۹۶۷ء سے اس نے بزورِ شمشیر عرب مشرقی یروشلم، غربی کنارہ، جولان کی پہاڑیاں، اور غزہ کی پٹی پر قبضہ جما رکھا ہے۔ اور ان تمام علاقوں میں یہودی بستیاں بسانے کا عمل لگاتار جاری ہے۔ اس جرم میں ریاستہائے متحدہ امریکہ برابر کا حصہ دار ہے کیونکہ اس نے فلسطینیوں کی سرزمین کو ایک نو آبادی میں تبدیل کرنے اور فوجی قبضہ کرنے میں اسرائیل کا پورا پورا ساتھ دیا ہے۔''

(Deliberate Deceptions، کا اردو ترجمہ: اسرائیل کی دیدہ و دانستہ فریب کاریاں، صفحات ۱۹۴ / پال فنڈلے / مترجم: سعید رومی)

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ نئی بستیاں اور تعمیرات اس انداز میں ہو رہی ہیں کہ مسلمان یہودیوں کے نرغہ میں آتے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی وہاں مسلمانوں کی مدد کرنا چاہے تو بغیر اسرائیلی حصار توڑے وہاں کسی بھی قسم کی امداد (حتیٰ کہ خوراک وادویہ بھی) پہونچانا دشوار ہوگا۔

بیت المقدس میں کھدائی اور سرنگوں کی تعمیر

بیت المقدس کے لیے یہودیوں کی طرف سے جاری انتہائی خطرناک عنصر بیت المقدس میں آثار قدیمہ کی آڑ میں کھدائیاں ہیں۔ صہیونی ریاست نے جعلی اور من گھڑت دعوؤں کے تحت مسجد اقصیٰ کی اطراف میں یہودی کھنڈرات کی تلاش کے لیے سرنگیں کھودنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ اس خطرناک عنصر کا ایک پہلو سیاحت ہے اور صہیونی ریاست نام نہاد سیاحت کے فروغ کے لیے بیت المقدس میں یہودیوں کے کھنڈرات ثابت کرنا چاہتی ہے۔ کھدائیوں کی آڑ میں سنہ 1967ء کی جنگ سے قبل بیت المقدس کی وہ تمام تاریخی علامات اور آثار مٹائے جا رہے ہیں جو صدیوں سے القدس کی اسلامی تشخص کی واضح نشانیاں تھیں۔ مسجد اقصی کی مغربی دیوار کے قریب واقع صحابۂ کرامؓ کی سو سے زائد قبروں کو کھدائی کے ذریعہ گرا دیا گیا، اس کے ساتھ مسجد اقصی کے آس پاس مسلسل تعمیر کا کام جاری ہے، تاکہ وہاں کے تمام آثار اور علاقوں کو تبدیل کر دیا جائے۔ اسی لیے نئے نئے پُرفریب ناموں سے نئی تعمیرات و اصطلاحات بنائی جا رہی ہیں۔

مسجد کو منہدم کرنے کی کوشش

مسجد اقصی کو منہدم کرنے کے لیے یہودیوں کے ذریعہ دو منصوبوں پر عمل کیا جا رہا ہے۔ پہلا مسجد اقصی کو نذرِ آتش کرنے کی کوشش:

یہود کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی طور پر مسجد اقصی کو نذرِ آتش کرنے کی کوششیں بار بار ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً ۱۹۶۹ء کو''

ڈینس مائیکل‘‘ نے مسجد اقصی میں آتش زنی کا اقدام کیا۔ آگ نے مسجد کی فرش و دیوار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، وہ منبر بھی آگ کی زد میں آ گیا جس کو نورالدین محمود زنگیؒ نے بنوایا تھا اور صلاح الدین ایوبیؒ نے مسجد اقصی کو آزاد کرنے کے بعد اس کو وہاں نصب کیا تھا۔ مسجد اقصی میں بارہا دھماکوں کی بھی کوشش کی گئی، اس طرح کی کوششوں کا انکشاف ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۴ء، میں ہوا۔ مسجد اقصی میں مسلمان پہرہ داروں نے یہود کی کئی ٹیموں کو مسجد کے صحن میں مسجد اقصی کو مکمل طور پر مسمار کرنے کی تیار کرتے ہوئے پکڑا، جس کے لیے وہ بم اور دیگر قسم کا دھماکہ خیز مواد استعمال کرنے والے تھے۔ اس کا انکشاف ۱۹۸۹ء میں واضح ثبوت کے ساتھ ہوا۔

دوسرا منصوبہ مسجد اقصی کے نیچے مسلسل کھدائی اور سرنگیں بنانے کا کام ہے۔ اس منصوبہ پر جون ۱۹٦۷ء کی جنگ سے ہی کام شروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت یہود نے المغاربہ (حی المغاربۃ) مکمل طور پر منہدم کر دیا تھا۔ تاکہ وہاں کی زمین ہر طرح کھدائی اور نقب زنی کے کاموں کے لیے تیار ہو جائے۔ قدیم القدس شہر کے اصلی باشندوں میں سے ایک بڑی تعداد کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کھدائی اور سرنگوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسجد اقصی اور قبۃ الصخرۃ کے نیچے سے مٹی اور پتھروں کو کھوکھلا کر دیا جائے تاکہ موسمیاتی تبدیلی اور زلزلوں کی وجہ سے وہ از خود گرنے کے لیے تیار ہو جائے، حال ہی میں اس کی وجہ سے مسجد اقصی کی دیواروں میں مختلف قسم کی دراڑیں پڑ چکی ہیں۔

(ملخصاً من ’’بیت المقدس اور فلسطین، حقائق وسازشوں کے آئینہ میں، صفحات ۱۲٦ / و ۱۲۸ / ا، عنایت اللہ وانی ندوی)

مسجد اقصی کی جگہ مزعومہ ہیکل کی تعمیر و تنصیب کے لیے یہود کی جہدِ مسلسل

مسجد اقصی کی جگہ مزعومہ ہیکل کی تعمیر کے لیے یہود کی مسلسل خطرناک کوششیں ایک دن کے لیے بھی منقطع نہیں ہوئیں۔اس مقصد کے حصول کے لیے یہود اجتماعی وانفرادی طور پر مسجد اقصی میں آتش زنی اور زیر زمین سرنگوں وآثار قدیمہ کی تلاش کے نام پر قدیم تعمیرات میں تبدیلی کے علاوہ ہیکل سلیمانی کی تنصیب کے لیے مختلف طریقے اختیار کر رہے ہیں۔جن میں خاص طور پر قابلِ ذکر طریقے حسب ذیل ہیں:

☆مسجد اقصی میں مراسم کی ادائیگی کے لیے دراندازی: ۳۰ جنوری ۱۹۶۷ء[1] کوایک اسرائیلی عدالت نے یہودیوں کو یہ حق دیا کہ وہ مسجد اقصی کے احاطے میں دن میں جب چاہیں مذہبی مراسم ادا کر سکتے ہیں، چنانچہ ۱۵/اگست ۱۹۶۷ء کو اسرائیل کا سب سے بڑا احاخام (یہودی مذہبی پیشوا) شلوموتمورین مسجد اقصی کے صحن میں فوجی لباس پہن کر داخل ہوا، اس کے ساتھ بیس فوجی آفیسران تھے۔یہودی مذہبی مراسم کی ادائیگی کے لیے صفوں میں کھڑے ہوئے فوجی کو''باب المغاربۃ'' کی چابی پر قبضہ کرادیا گیا۔تاکہ دیوار گریہ تک کبھی بھی پہونچنے کی راہ آسان ہوجائے،(دیوار گریہ کے بجائے اس کا صحیح نام'' حائط البراق ''ہے۔)

مسجد اقصی میں داخل ہوکر یہودیوں کا اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی سلسلے میں روزنامہ انقلاب (ممبئی) نے نیویارک ٹائمز کے حوالے سے ایک خبر کی سرخی اس طرح قائم کی ہے:

''اسرائیل نے یہودیوں کو مسجد اقصی میں عبادت کی اجازت دے دی؟ صہیونی حکومت عالمی معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بڑی خاموشی سے یہودیوں کو مسجد میں داخل ہوکر عبادت کرنے کی سہولت فراہم کر رہی ہے۔انھیں روکنے کے بجائے انھیں تحفظ فراہم کیا جارہا ہے۔نیویارک ٹائم کی ایک رپورٹ کے مطابق ایسا کوئی ۵/سال سے ہو رہا ہے۔بلکہ اب تو یہودی کھلے عام مسجد اقصی کے احاطے میں داخل ہوکر عبادت کرتے ہیں۔''

(اُردو روزنامہ انقلاب ص ۵ کالم''عالم'' ۲۵/اگست، ۲۰۲۱ء بروز بدھ ممبئی)

---

[1] بیت المقدس اور فلسطین، حقائق وسازشوں کے آئینہ میں، ص ۱۲۸/ کتاب میں سن کی کتابت میں شاید غلطی ہوئی ہے۔۱۹۷۶ء لکھا ہوا ہے۔اشرف)

☆ یہود اور قدامت پسند عیسائی (پروٹسٹنٹ) فرقے سے تعلق رکھنے والوں کے جذبات بھڑکائے جاتے ہیں۔اور یہ کام میڈیا کے ذریعہ آثار قدیمہ کے ماہرین کے توسط سے انجام دیا جاتا ہے۔کھدائی کے ذریعہ وہ ہیکل سلیمانی اور ہیکل ثانی کے موجود ہونے کے جھوٹے دلائل دیتے ہیں۔

☆ مسجد اقصی کے مرکزی گیٹ کے قریب تیسرے ہیکل کے سنگ بنیاد کے طور پر وہاں ایک پتھر گاڑ دیا گیا ہے۔اس پتھر کا وزن ۳۵۰ ٹن ہے۔''امناء الھیکل'' نامی تنظیم کے لیڈر ''جرشون سلمون'' نے اس حوالے کہا ''ہیکل کا سنگ بنیاد ایک جدید تاریخی عہد کا آغاز ہے''۔

مسجد اقصی کی شہادت اور تعمیر ہیکل کے لیے کوشاں یہودی تنظیمیں

اس وقت تقریباً بیس ایسی یہودی تنظیمیں ہیں جو مسجد اقصی کو شہید کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ان میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔''جوش ایمونیوم''،تنظیم؛ جس کا مطلب ہے: ''ایمان کا گروہ''۔ یہ تنظیم اپنے لیے یہ نام بھی استعمال کرتی ہے۔''صہیونی تجدیدی تحریک''۔

۲۔''یشیفات اتریت کوھانین''،تنظیم؛یعنی کہنوتی تاج،ان کے تانے بانے پہلے فلسطینی حاخام''ابراہیم یتس حامد کول'' سے ملتے ہیں،اس تنظیم کے پاس ہیکل کی تعمیر کے نقشے تیار ہیں۔

۳۔''ہیکل کے ٹرسٹیز کی تنظیم''یہ تنظیم دیوار گریہ(حائط البراق)کے صحن میں یہودی مذہبی مراسم کی ادائیگی کی ذمہ دار ہے۔

۴۔''کاخ''،تحریک؛کاخ کا مطلب''بندوق'' ہے۔اس تحریک کا بانی امریکی یہودی حاخام''مائیر کاہانا'' ہے۔اور''واین جودمان'' بھی اس کی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔جس نے ۱۱ مارچ ۱۹۸۲ء کو مسجد اقصی پر حملہ کیا تھا۔جس کی وجہ سے کئی مسلمان شہید اور زخمی ہوگئے تھے۔''کاہانا'' نے اس کی طرف سے ہر عدالتی کارروائی کا سامنا کیا اور اس پر عائد مالی جرمانہ ادا کر کے اس کو رہائی دلوائی۔

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو درپیش خطرات کے اہم عناصر میں ایک عنصر اسرائیل میں سیاست اور اقتدار پر دائیں بازو کے انتہا پسندوں کا قبضہ اور مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی پرچارک مذکورہ تنظیموں کی اجارہ داری ہے۔

اس وقت صرف القدس شہر میں سات ایسی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جو مسجد اقصی کی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تیاری کر رہی ہیں۔

(ملخصاً من ''بیت المقدس اور فلسطین،حقائق وسازشوں کے آئینہ میں،صفحات ۱۲۸ / و ۱۳۰ / ،عنایت اللہ وانی ندوی)

مختصر یہ کہ امریکہ،موساد،فلسطین میں مسلم ناموں سے قائم بعض منافق صفت فلسطینی پولیٹیشینس،عرب حکمرانوں کی بزدلی،عرب وایران حکمرانوں کی ناسمجھی،او آئی سی کے بزدلانہ فیصلے،اسرائیل کی جانب سے فلسطینی علاقوں میں یہودی آبادکاری،بلدیہ کی تعمیری نوعیت میں تبدیلی،مسجد اقصی اور فلسطین واسرائیل میں زیرزمین سرنگوں کی کھدائی،مزعومہ ہیکل کی تعمیر وقیام یا تنصیب کے لیے متحرک یہودی تنظیموں سے مسجد اقصی کو اس وقت شدید خطرات لاحق خطرات ہیں۔

صہیونی ریاست اور اس کی پوری مشنری مقبوضہ بیت المقدس کی تاریخ،تہذیب،ثقافت،زبان اور اسلامی تشخص ختم

کر کے ان کی جگہ یہودیت، صہیونیت اور عبرانیت کو مسلط کرنے کی اندھا دھند سازشیں کر رہی ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ القدس کو ایک طرف صہیونی ریاست کے خطرناک طوفانوں کا سامنا ہے اور دوسری طرف شہر مقدس کے دفاع کا کوئی موثر انتظام نہیں ہے۔ فلسطینی بے بس اور بے سہارا ہونے کے باوجود اپنے طور پر القدس کو بچانے کے لیے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ فلسطینی قوم دفاع القدس کے لیے اپنا خون اور مال و اسباب سب کچھ لٹا رہی ہے۔ مگر عرب دنیا اور القدس کے حقیقی وارث مسلمان ممالک گہری غفلت اور خواب خرگوش میں مبتلا ہیں۔ اس وقت نہ صرف مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کو یہودیانے کی سازشیں کی جا رہی ہیں بلکہ فلسطین کے اسلامی تشخص پر یہودیت کا غلاف چڑھانے کی منظّم سازشیں ہو رہی ہیں۔ مکہ اور مدینہ کی طرح القدس بھی عالم اسلام کے لیے دل کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے تشخص اور تقدس کا دفاع اسی طرح مسلم امہ پر واجب ہے جیسا کہ حرمین شریفین کا ناگزیر ہے۔ گو کہ دفاع القدس کی جنگ کافی طویل ہوگی مگر عالم اسلام کی طرف سے اس کے دفاع کے لیے اٹھائے گئے اقدامات سے لگتا ہے کہ عالمِ اسلام دانستہ اور شعوری کمزوریوں کا شکار ہے۔

مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے تجاویز

حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی صاحبؒ نے اپنی کتاب کے آخر میں اختصار کے ساتھ ''مسلمانوں اور عربوں کے کرنے کے کام'' عنوان کے تحت کچھ اہم ہدایات تحریر فرمائی ہیں۔ اُن ہدایات پر عمل آوری ہی سے مسجد اقصیٰ کی حفاظت ممکن ہے۔ وہ اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش ہیں۔

''☆صہیونی دشمن کے ساتھ 'معاہدوں' کے عنوان سے کیے گیے سارے معاملات سے مسلمانوں کو دست بردار ہو جانا چاہئے۔

☆ سفارتی، تجارتی اور دِگر نوع کے سارے تعلقات صہیونیوں سے فی الفور منقطع کر کے، جن ملکوں میں صہیونی سفراء ہیں، اُنھیں بھگا دینا چاہیے۔

☆فلسطین و مسجد اقصیٰ کے دفاع کے تئیں ماضی کے متحدہ اسلامی عربی مشترکہ منصوبے پر دوبارہ عمل شروع کر دیا جانا چاہئے۔

☆ عربی حکومتوں کو ماضی کی طرح سرکاری طور پر فلسطینی مزاحمتی تحریکوں کی مکمل امداد کا اِعلان کر دینا چاہئے۔

☆صہیونیوں کی طرف سے 'غزہ' کی ناکہ بندی ختم کروا کے ساری گزرگاہوں کو کھلوانا چاہئے اور مصر کو ہمیشہ کے لیے 'فتح' بارڈر کو کھول دینے کے لیے مجبور کرنا چاہئے۔ اس کے لیے عربی اسلامی ملکوں کو 'غزہ' کی بندرگاہ پر اپنے بحری جہاز بھیجنے چاہئیں، ان جہازوں کے ذریعہ 'غزہ' والوں کو غذا و دوا اور ضروری سامانِ حیات بھی پہونچانا چاہئے۔

☆صہیونیوں کے ساتھ امن مذاکرات اور تعلقات کو 'قدرتی بنانے' کی ساری کارروائیوں کو فعلِ عبث قرار دے کر سارے معاہدوں کو منجمد کر دینا چاہئے؛ کیونکہ اُن سے اب تک کوئی فائدہ ہوا ہے نہ آئندہ ہونے کو ہے۔

☆ فلسطینی مزاحمتی جماعتوں کی - عوامی سطح کی طرح - سرکاری سطح پر مدد کے ساتھ اُنھیں 'دہشت گرد' کہنے، اور ان کے ساتھ 'دہشت گردوں' کا سا معاملہ کرنے سے باز آجانا چاہئے۔ ساتھ ہی 'محمود عباس' کی غیر قانونی حکومت وصدارت سے ہاتھ کھینچ لینا چاہئے۔ جن کی تحریک 'فتح'، فلسطینی انتخابات میں بُری طرح ہار چکی تھی، اور جس اسرائیل وامریکہ اور ہمارے مغرب نواز عربی و اسلامی ملکوں نے زبردستی فلسطینیوں پر تھوپا ہے۔ ان کی جماعت کے اکثر اہل کار بے دین، خدا بے زار؛ بلکہ خدا کو گالی دینے والے ہیں۔...

☆ عربوں اور مسلمانوں کو بالآخر یہ ایمان لے آنا چاہئے کہ فلسطین کی آزادی آج نہیں تو کل صرف قانونی مزاحمت

اوراسلامی جہاد ہی سے ہوسکتی ہے۔

☆عرب ومسلم حکمرانوں کوکم ازکم مسئلہ فلسطین کے حوالے سے یک رائے ہوجانا چاہئے۔....''

(ملخصا از: فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں، ماخوذ، ۶۹۱ر۶۹۲رمولانا نورعالم خلیل امینی)

عرب ومسلم حکومتوں کے بزدلانہ بلکہ اسلام بیزاری پرمبنی فیصلوں کی وجہ سے عام مسلمانوں کومزید کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

طاقت کے ذریعہ چھینی ہوئی چیز باتوں سے واپس نہیں لی جاسکتی ہے۔اس لیے مسجد اقصی کی بازیابی کے لیے ہرسطح پر ہمیں طاقت کےاستعمال کی کوششیں کرتے رہنا چاہئے۔

جس میں عرب ومسلم ملکوں اوراوآئی سی کےممبران میں اسلام دشمن اسرائیلی بٹیروں کو ہٹانے کے لیے عام مسلمانوں کے ساتھ اہل ایمان حکومتی اہل کاروں کو ہرممکن کوشش کرنی چاہئے۔

شعراءواُدبا اور خطباء کوچاہئے کہ مسجد اقصی کی حفاظت کے لیے عامۃ المسلمین کو ہرقسم کی قربانیاں (جس میں مسجد اقصی کی زیارت کے لیے سفر کی ترغیب بھی ہو) پیش کرنے پرآمادہ وتیار کریں۔کسی بھی طبقہ کی طرف سے مسجد اقصی کے خلاف ادنی حرکت کرنے والوں کا ہرطرح تعاقب کیا جائے۔

اثریاءواغنیاءاورعلماء،ادباء،صحافیوں اورعام مسلمانوں کومسجد اقصی کی زیارت کے لیے پوری دنیا سے سفرکرنا چاہئے۔

دعا ہے کہ میری یہ ٹوٹی پھوٹی تحریر مسجد اقصی کی حفاظت کے لیے اپنی جان ومال کی قربانی پیش کرنے والوں کے لیے نذرانۂ محبت کے طورپرہی سہی !اللہ تعالی قبول فرما کراس کی نافعیت کوعام وتام فرمائے۔ فقط

کتبہ: محمد اشرف قاسمی

دارالافتاء: شہرمہدپور، اُجین، ایم پی۔

شب ۱۲بجے، ۲۵رمحرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۴رستمبر ۲۰۲۱ء

E.Mail. ashrafgondwi@gmail.com

Mobile, N.7415718922

Tahora Colony, eadgah Road ,

Mahidpur city,Ujjjain,(M.P.) Pin,N 456443

کتابیات

شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	مطبع یا ناشر	سن طباعت
۱۔	فلسطین کسی صلاح الدین کے انتظار میں	مولانا نور عالم خلیل امینی	ادارہ علم ادب افریقی منزل دیو بند	پانچواں ایڈیشن ۲۰۱۴ء
۲۔	اسرائیل کی تعمیر میں اشتراکی ممالک کا کردار	خلیل احمد حامدی	ادارہ شہادت حق، دہلی	۱۹۸۱ء
۳۔	اسرائیل اور اس کا فتنہ	سید احمد علی	ادارہ شہادت حق، دہلی	نہیں معلوم
۴۔	اقصی کے آنسو	فلسطین کا ایک عاشق	الاقصی پبلی شر PDF	۲۰۰۸ء
۵۔	They Dare to Speak Out اُردو: شکنجۂ یہود	پال فنڈلے ترجمہ: سعید رومی	ملی پبلیکیشنز نئی دہلی PDF	۲۰۰۹ء
۶۔	Deliberate Deception اسرائیل کی دیدہ ودانستہ فریب کاریاں	پال فنڈلے، اردو ترجمہ: سعید رومی	ملی پبلیکیشنز نئی دہلی PDF	۲۰۰۹ء
۷۔	مسئلۂ فلسطین، سامراج اور عالم اسلام	مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی	دار الرشید لکھنؤ، الہند PDF	۲۰۱۱ء
۸۔	فلسطین میں موساد کی دہشت گردی	صبا ممتاز نور	نہیں معلوم PDF	نہیں معلوم
۹۔	فضیلت بیت المقدس اور فلسطین وشام	حافظ محمد اسحٰق زاھد	دار السلام ریاض PDF	۲۰۰۲ء
۱۰۔	بیت المقدس اور فلسطین، حقائق وسازشوں کے آئینہ میں	عنایت اللہ وانی ندوی	انٹرنیشنل پبلیشرز نیو دلھی PDF	۲۰۱۶ء
۱۱۔	ماہنامہ شاہراہ علم، خصوصی شمارہ، مسجد اقصی اور شہر قدس تاریخی حقائق اور بازیابی کی بدابیر	مولانا حذیفہ صاحب ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی	اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹرا، جلد ۷ PDF	فروری، مارچ ۲۰۱۸ء
۱۲۔	مسجد اقصی، صہیونی سازشوں کے نرغے میں	مولانا سید احمد ومیض ندوی نقشبندی	دار الفکر والقلم، حیدر آباد PDF	۲۰۲۰ء
۱۳۔	تعمیر مساجد اور انسانیت کی رہنمائی	بندہ (مفتی) محمد اشرف قاسمی	مجدد الف ثانی اکیڈمی، مہدپور، اُجین، ایم پی	۲۰۱۷ء